فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ
پھر اُس سے ظالم زیادہ کون جس نے جھوٹ بولا اللہ پر اور جھٹلایا سچی بات کو جب
جَآءَهٗ ؕ اَلَيْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ
پہنچی اُسکے پاس، کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا منکروں کا ف۱ اور جو لے کر آیا سچی بات
وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿٣٣﴾ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ
اور سچ مانا جس نے اُس کو، وہی لوگ ہیں ڈر والے ف۲ اُن کے لئے ہے جو وہ چاہیں اپنے رب کے
رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٣٤﴾ لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ
پاس یہ ہے بدلہ نیکی والوں کا تاکہ اُتار دے اللہ اُن پر سے بُرے کام جو
عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٣٥﴾
انہوں نے کئے تھے اور بدلہ میں دے اُن کو ثواب بہتر کاموں کا جو وہ کرتے تھے ف۳
اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ
کیا اللہ بس نہیں اپنے بندہ کو اور تجھ کو ڈراتے ہیں اُن سے جو اُس کے سوائے ہیں اور
مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٦﴾ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ
جس کو راہ بُھلائے اللہ تو کوئی نہیں اُس کو راہ دینے والا اور جس کو راہ سجھائے اللہ، تو کوئی نہیں اُس کو
مُّضِلٍّ ؕ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِعَزِيْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴿٣٧﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ
بُھلانے والا کیا نہیں ہے اللہ زبردست بدلہ لینے والا ف۴ اور جو تو اُن سے پُوچھے کس نے
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ
بنائے آسمان اور زمین تو کہیں اللہ نے تو کہہ بھلا دیکھو تو جن کو پُوجتے ہو
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ
اللہ کے سوائے اگر چاہے اللہ مجھ پر کچھ تکلیف تو وہ ایسے ہیں کہ کھول دیں تکلیف اسکی ڈالی ہوئی
اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ
یا وہ چاہے مجھ پر مہربانی تو وہ ایسے ہیں کہ روک دیں اُسکی مہربانی کو تو کہہ مجھ کو بس ہے اللہ

ف۱ اللہ پر جھوٹ بولا یعنی اُس کے شریک ٹھہرائے یا اولاد تجویز کی، یا وہ صفات اُس کی طرف منسوب کیں جو واقع میں اُس کے لائق نہ تھیں اور جھٹلایا سچی بات کو جب پہنچی اُس کے پاس یعنی انبیاء علیہم السلام جو سچی باتیں خدا کی طرف سے لائے اُن کو سنتے ہی جھٹلانے لگا۔ سوچنے سمجھنے کی تکلیف بھی گوارا نہ کی۔ بلاشبہ جو شخص سچائی کا اتنا دشمن ہو اُس سے بڑھ کر ظالم کون ہو سکتا ہے۔ اور ایسے ظالموں کا ٹھکانا دوزخ کے سوا اور کہاں ہوگا۔ عموماً مفسرین نے آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے مگر حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگر نبی نے (معاذ اللہ) جھوٹ خدا کا نام لیا تو اُس سے بُرا کون۔ اور اگر وہ سچا تھا اور تم نے جھٹلایا تو تم سے بُرا کون"۔ (گویا من کذب علی اللہ اور کذّب بالصدق کا مصداق الگ الگ قرار دیا۔ اور ایسا ہی آگے والذی جاء بالصدق الخ میں آتا ہے)

ف۲ یعنی خدا سے ڈرنے والوں کی شان یہ ہوتی ہے کہ سچی بات لائیں ہمیشہ سچ کہیں، اور سچ کی تصدیق کریں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جو سچی بات لیکر آیا وہ نبی، اور جس نے سچ مانا وہ مومن ہے"۔ (گویا دونوں جملوں کا مصداق علیحدہ ہے)

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ متقین و محسنین کو اُن کے بہتر کاموں کا بدلہ دیگا اور غلطی سے جو بُرا کام ہو گیا ہو معاف کریگا (تنبیہ) شاید "اسوأ" اور "احسن" (صیغۂ تفضیل) اس لیے اختیار فرمایا کہ بڑے درجہ والوں کی ادنیٰ بھلائی اوروں کی بھلائیوں سے اور ادنیٰ بُرائی اوروں کی بُرائیوں سے بھاری سمجھی جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۴ چند آیات پہلے "ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ" الخ میں شرک کا رد اور مشرکین کا جہل بیان کیا گیا تھا۔ اُس پر مشرکین پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے بتوں سے ڈراتے تھے کہ دیکھو تم ہمارے دیوتاؤں کی توہین کر کے اُن کو غصہ نہ دلاؤ۔ کہیں تم کو (معاذ اللہ) بالکل خبطی اور پاگل نہ بنا دیں۔ اُس کا جواب دیا کہ جو شخص ایک زبردست خدا کا بندہ بن چکا، اُسے ان عاجز اور بے بس خداؤں سے کیا ڈر ہو سکتا ہے؟ کیا اُس عزیز منتقم کی امداد و حمایت اُس کو کافی نہیں جو کسی دوسرے سے ڈرے یا لَو لگائے۔ یہ بھی اِن مشرکین کا خبط و ضلال اور مستقل گمراہی ہے کہ خدائے واحد کے پرستار کو اس طرح کی گیدڑ بھبکیوں سے خوف زدہ کرنا چاہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ ٹھیک راستہ پر لگا دینا یا نہ لگانا سب اللہ کے قبضہ میں ہے۔ جب کسی شخص کو اُس کی بدتمیزی اور کجروی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کامیابی کا راستہ نہ دے، وہ اسی طرح خبطی اور پاگل ہو جاتا ہے۔ اور موٹی موٹی باتوں کے سمجھنے کی قوت بھی اُس میں نہیں رہتی۔ کیا اِن احمقوں کو اتنا نہیں سوجھتا کہ جو بندہ خداوند قدوس کی پناہ میں آگیا، کونسی طاقت ہے جو اُس کا بال بینکا کر سکے۔ جو طاقت مقابل ہوگی پاش پاش کر دی جائیگی۔ غیرتِ خداوندی مخلص وفاداروں کا بدلہ لیے بدون نہ چھوڑیگی۔

عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿٣٨﴾ قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ
اُسی پر بھروسہ رکھتے ہیں بھروسہ رکھنے والے ف۱ تو کہہ اے قوم کام کیے جاؤ اپنی جگہ پر میں بھی

عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٩﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ
کام کرتا ہوں اب آگے جان لوگے کس پر آتی ہے آفت کہ اُس کو رسوا کرے اور اُترتا ہے اُس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ
عذاب سدا رہنے والا ف۲ ہم نے اتاری ہے تجھ پر کتاب لوگوں کے واسطے سچے دین کے ساتھ، پھر

اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ
جو کوئی راہ پر آیا، سو اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا سو یہی بات ہے کہ بہکا اپنے بُرے کو اور تو اُن کا

بِوَكِيْلٍ ﴿٤١﴾ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِىْ لَمْ تَمُتْ فِىْ
ذمہ دار نہیں ف۳ اللہ کھینچ لیتا ہے جانیں جب وقت ہو اُن کے مرنے کا، اور جو نہیں مریں اُن کو کھینچ لیتا ہے

مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِىْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى
اُن کی نیند میں پھر رکھ چھوڑتا ہے جن پر مرنا ٹھہرا دیا ہے اور بھیج دیتا ہے اوروں کو

اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٤٢﴾ اَمِ اتَّخَذُوْا
ایک وعدہ مقرر تک اس بات میں پتے ہیں اُن لوگوں کو جو دھیان کریں ف۴ کیا انہوں نے پکڑے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۗ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ
اللہ کے سوائے کوئی سفارش والے ف۵ تو کہہ اگرچہ اُن کو اختیار نہ ہو کسی چیز کا اور

لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٤٣﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۗ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ
نہ سمجھ (ت) ف۶ تو کہہ اللہ کے اختیار میں ہے ساری سفارش، اُسی کا راج ہے آسمان

وَالْاَرْضِ ۗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٤٤﴾ وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ
اور زمین میں پھر اُسی کی طرف پھیرے جاؤ گے ف۷ اور جب نام لیجئے خالص اللہ کا رک جاتے ہیں

قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ
دل اُن کے جو یقین نہیں رکھتے پچھلے گھر کا اور جب نام لیجئے اُس کے

ف۱ یعنی ایک طرف تو خداوند قدوس جو خود تمہارے اقرار کے موافق تمام زمین و آسمان کا پیدا کرنیوالا ہے۔ اور دوسری طرف پتھر کی بیجان مورتیں یا عاجز مخلوق جو سب مل کر بھی خدا کی بھیجی ہوئی اَدنیٰ سے ادنیٰ تکلیف و راحت کو اُس کی جگہ سے نہ ہٹا سکے۔ تم ہی بتاؤ، دونوں میں سے کس پر بھروسہ کیا جائے اور کس کو اپنی مدد کے لئے کافی سمجھا جائے۔ حضرت ہُود علیہ السلام کی قوم نے بھی کہا تھا "اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ"۔ جس کا جواب حضرت ہُودؑ نے یہ دیا۔ "اِنِّىْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّىْ بَرِىْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِىْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّىْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّىْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (ھود۔ رکوع ۵) اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا "وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ رَبِّىْ شَيْـًٔا وَسِعَ رَبِّىْ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ وَكَيْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَىُّ الْفَرِيْقَيْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (انعام۔ رکوع ۹)

ف۲ یعنی عنقریب پتہ لگ جائیگا کہ خدائے واحد کا بندہ غالب آتا ہے یا صد ہا دروازوں کے بھکاری کامیاب ہوتے ہیں۔ واقعات جلد بتا دینگے کہ جو بندہ اللہ کی حمایت اور پناہ میں آیا اُس کا مقابلہ کرنیوالے آخر کار سب ذلیل و خوار ہوئے (تنبیہ) "عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ" سے دنیا کا اور "عَذَابٌ مُّقِيْمٌ" سے آخرت کا عذاب مُراد ہے واللہ اعلم۔

ف۳ یعنی تیری زبان پر اس کتاب کے ذریعہ سے سچی بات نصیحت کی کہہ دیگئی اور دین کا راستہ ٹھیک ٹھیک بتلا دیا گیا۔ آگے ہر ایک آدمی اپنا نفع نقصان سوچ لے۔ نصیحت پر چلیگا تو اُسی کا بھلا ہے ورنہ اپنا ہی انجام خراب کریگا۔ تجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ زبردستی اُن کو راہ پر لے آئے، صرف پیغامِ حق پہنچا دینا آپ کا فرض تھا وہ آپ نے ادا کر دیا۔ آگے معاملہ خدا کے سپرد کیجیئے جس کے ہاتھ میں مارنا جلانا اور سُلانا جگانا سب کچھ ہے۔

ف۴ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں۔ "یعنی نیند میں ہر روز جان کھینچتا ہے پھر (واپس) بھیجتا ہے۔ یہ ہی نشان ہے آخرت کا۔ معلوم ہوا نیند میں بھی جان کھنچتی ہے۔ جیسے موت میں۔ اگر نیند میں کھنچ کر رہ گئی وہ ہی موت ہے۔ مگر یہ جان وہ ہے جس کو (ظاہری) ہوش کہتے ہیں اور ایک جان جس سے سانس چلتی ہے اور نبضیں اُچھلتی ہیں۔ اور کھانا ہضم ہوتا ہے وہ دوسری ہے وہ موت سے پہلے نہیں کھنچتی" (موضح القرآن) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بغوی نے نقل کیا ہے کہ "نیند میں روح نکل جاتی ہے مگر اُس کا مخصوص تعلق بدن سے بذریعہ شعاع کے رہتا ہے جس سے حیات باطل ہونے نہیں پاتی" (جیسے آفتاب لاکھوں میل سے بذریعہ شعاعوں کے زمین کو گرم رکھتا ہے) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نیند میں بھی وہ ہی چیز نکلتی ہے جو موت کے وقت نکلتی ہے۔ لیکن تعلق کا انقطاع ویسا نہیں ہوتا جو موت میں ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۵ یعنی بتوں کی نسبت مشرکین دعوے رکھتے ہیں کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اُن کے سفارشی ہیں۔ اُن ہی کی سفارش سے کام بنتے ہیں۔ اسی لیے اُنکی عبادت کی جاتی ہے۔ سو اوّل تو شفیع ہونے سے معبود ہونا لازم نہیں آتا۔ دوسرے شفیع بھی وہ بن سکتا ہے جسے اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت ہو اور صرف اس کے حق میں شفاعت کرسکتا ہے جس کو خدا پسند کرے۔ خلاصہ یہ کہ شفیع کا ماذون ہونا اور مشفوع کا مرتضٰی ہونا ضروری ہے۔ یہاں دونوں باتیں نہیں۔ نہ اصنام (بتوں) کا ماذون ہونا ثابت ہے نہ کفار کا مرتضٰی ہونا۔ لہٰذا اُن کا دعویٰ غلط ہوا۔

ف۶ یعنی بتوں کو نہ اختیار ہے نہ سمجھ، پھر اُنکو شفیع ماننا عجیب ہے۔

ف۷ یعنی فی الحال بھی زمین و آسمان میں اُسی کی سلطنت ہے اور آئندہ بھی اُسی کی طرف سب کو لوٹ کر جانا ہے تو اُس کی اجازت و خوشنودی کے بغیر کس کی مجال ہے جو زبان ہلا سکے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی "اللہ کے رُوبرو سفارش ہے پر اللہ کے حکم سے، نہ تمہارے کہے سے۔ جب موت آئے کسی کے کہے سے عزرائیل نہیں چھوڑتا"۔

دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٥﴾ قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
سوا اوروں کا تب وہ لگیں خوشیاں کرنے ف۱ تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں کے اور زمین کے

عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ
جاننے والے چھپے اور کھلے کے تو ہی فیصلہ کرے اپنے بندوں میں جس چیز میں وہ

يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٤٦﴾ وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا وَّمِثْلَهٗ
جھگڑ رہے تھے ف۲ اور اگر گنہگاروں کے پاس ہو جتنا کچھ کہ زمین میں ہے سارا اور اتنا ہی اور

مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ
اسکے ساتھ تو سب دے ڈالیں اپنے چھڑوانے میں بری طرح کے عذاب سے دن قیامت کے اور نظر آئے ان کو

مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا
اللہ کی طرف سے جو خیال بھی نہ رکھتے تھے اور نظر آئیں ان کو برے کام اپنے جو کمانے تھے

وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٤٨﴾ فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ
اور الٹ پڑے ان پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۳ سو جب آ لگتی ہے آدمی کو کچھ تکلیف

دَعَانَا ۡ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ ۭ بَلْ هِيَ
ہم کو پکارنے لگتا ہے ف۴ پھر جب ہم بخشیں اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت، کہتا ہے یہ تو مجھ کو ملی کہ پہلے سے معلوم تھی ف۵ کوئی نہیں یہ

فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٤٩﴾ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
جانچ ہے پر وہ بہت سے لوگ نہیں سمجھتے ف۶ کہہ چکے ہیں یہ بات ان سے اگلے

فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٥٠﴾ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۭ
پھر کچھ کام نہ آیا ان کو جو کماتے تھے پھر پڑ گئیں ان پر برائیاں جو کمائی تھیں ف۷

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ
اور جو گنہگار ہیں ان میں سے ان پر بھی اب پڑتی ہیں برائیاں جو کمائی ہیں اور وہ نہیں

بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥١﴾ اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَ
تھکانے والے ف۸ اور کیا نہیں جان چکے کہ اللہ پھیلاتا ہے روزی جس کے واسطے چاہے اور

ف۱ مشرک کا خاصہ ہے کہ گو بعض وقت زبان سے اللہ کی عظمت و محبت کا اعتراف کرتا ہے، لیکن اُس کا دل اکیلے خدا کے ذکر اور حمد و ثنا سے خوش نہیں ہوتا۔ ہاں دوسرے دیوتاؤں یا جھوٹے معبودوں کی تعریف کی جائے تو مارے خوشی کے اُچھلنے لگتا ہے جسکے آثار اُس کے چہرے پر نمایاں ہوتے ہیں۔ افسوس یہ ہی حال آج بہت سے نام نہاد مسلمانوں کا دیکھا جاتا ہے کہ خدائے واحد کی قدرت و عظمت اور اُسکے علم کی لامحدود وسعت کا بیان ہو تو چہروں پر انقباض کے آثار ظاہر ہوتے ہیں مگر کسی پیر فقیر کا ذکر آ جائے اور جھوٹی سچی کرامات اناپ شناپ بیان کر دیجائیں تو چہرے کھل پڑتے اور دلوں میں جذبات مسرت و انبساط جوش مارنے لگتے ہیں۔ بلکہ بسا اوقات توحید خالص کا بیان کرنیوالا اُن کے نزدیک منکرِ اولیاء سمجھا جاتا ہے۔ فالی اللہ المشتکیٰ و ہو المستعان۔

ف۲ یعنی جب ایسی موٹی باتوں میں بھی جھگڑے ہونے لگے اور اللہ کا اتنا وقار بھی دلوں میں باقی نہ رکھا تو اب تیرے ہی سے فریاد ہے۔ تو ہی ان جھگڑوں کا عملی فیصلہ فرمائیگا۔

ف۳ یعنی جب قیامت کے دن اِن اختلافات کا فیصلہ سُنایا جائیگا اُس وقت جو ظالم شرک کر کے خدا تعالیٰ کی شان گھٹاتے تھے اُن کا سخت بُرا حال ہوگا۔ اگر اُس روز فرض کیجئے کل روئے زمین کے خزانے بلکہ اس سے بھی زائد اُنکے پاس موجود ہوں تو چاہینگے کہ سب دے دلا کر کسی طرح اپنا پیچھا چھڑا لیں، جو بدمعاشیاں دنیا میں کی تھیں سب ایک ایک کر کے اُن کے سامنے ہونگی۔ اور ایسے قسم قسم کے ہولناک عذابوں کا مزہ چکھیں گے جو کبھی اُن کے خیال و گمان میں بھی نہ گذرے تھے غرض توحید خالص اور دین حق سے جو ٹھٹھا کرتے تھے اُس کا وبال پڑ کر رہیگا۔ اور جس عذاب کا مذاق اُڑایا کرتے تھے وہ اُن پر اُلٹ پڑے گا۔

ف۴ یعنی جس کے ذکر سے چڑتا تھا مصیبت کے وقت اُسی کو پکارتا ہے اور جن کے ذکر سے خوش ہوتا تھا انہیں بھول جاتا ہے۔

ف۵ یعنی قیاس یہ ہی چاہتا تھا کہ یہ نعمت مجھ کو ملے۔ کیونکہ مجھ میں اِسکی لیاقت تھی اور اُسکی کمائی کے ذرائع کا علم رکھتا تھا اور خدا کو میری استعداد و اہلیت معلوم تھی، پھر مجھے کیوں نہ ملتی۔ غرض اپنی لیاقت اور عقل پر نظر کی، اللہ کے فضل و قدرت پر خیال نہ کیا۔

ف۶ یعنی ایسا نہیں بلکہ یہ نعمت خدا کی طرف سے ایک امتحان ہے کہ بندہ اُسے لیکر کہاں تک منعم حقیقی کو پہچانتا اور اُس کا شکر ادا کرتا ہے۔ اگر ناشکری کی گئی تو یہ ہی نعمت نقمت بن کر وبال جان ہو جائیگی حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ جانچ ہے کہ عقل اُس کی دوڑنے لگتی ہے تا اپنی عقل پر بہکے۔ وہ ہی عقل رہتی ہے اور آفت آ پہنچتی ہے۔" پھر کسی کے ٹالے نہیں ٹلتی۔

ف۷ چنانچہ قارون نے یہ ہی کہا تھا۔ اُس کا جو حشر ہوا وہ پہلے گذر چکا۔

ف۸ یعنی جیسے پہلے مجرموں پر اُن کی شرارتوں کا وبال پڑا، موجود الوقت مشرکین پر بھی پڑنے والا ہے۔ جس وقت اللہ تعالےٰ ان کو سزا دینا چاہیگا یہ روپوش ہو کر یا اور کسی تدبیر سے اُس کو تھکا نہیں سکتے۔

ف۱ یعنی دنیا میں محض روزی کا کشادہ یا تنگ ہونا کسی شخص کے مقبول یا مردود ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔ نہ روزی کا ملنا کچھ عقل و ذہانت اور علم و لیاقت پر منحصر ہے۔ دیکھ لو کتنے بیوقوف یا بدمعاش چین اُڑا رہے ہیں، اور کتنے عقلمند اور نیک آدمی فاقے کھینچتے ہیں۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی عقل دوڑانے اور تدبیر کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتا پھر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ۔ جان لو کہ (صرف) عقل کا کام نہیں" (کہ اپنے اُوپر روزی کشادہ کر لے) بلکہ یہ تقسیم رزاق حقیقی کی حکمت و مصلحت کے تابع اور اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ ف۲ یہ آیت ارحم الراحمین کی رحمت بے پایاں اور عفو و درگذر کی شان عظیم کا اعلان کرتی ہے اور سخت سے سخت مایوس العلاج مریضوں کے حق میں اکسیر شفا کا حکم رکھتی ہے۔ مشرک، ملحد، زندیق، مرتد، یہودی، نصرانی، مجوسی، بدعتی، بدمعاش، فاسق، فاجر کوئی ہو آیت ہذا کو سننے کے بعد خدا کی رحمت سے بالکلیہ مایوس ہو جانے اور آس توڑ کر بیٹھ جانے کی اُس کے لئے کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اللہ جس کے چاہے سب گناہ معاف کر سکتا ہے کوئی اُس کا ہاتھ نہیں پکڑ سکتا۔ پھر بندہ نا اُمید کیوں ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ اُس کے دوسرے اعلانات میں تصریح کر دی گئی کہ کفر و شرک کا جرم بدون توبہ کے معاف نہیں کریگا۔ لہٰذا "اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا" کو "لِمَنۡ یَّشَآءُ" کے ساتھ مقید سمجھنا ضروری ہے کما قال تعالیٰ "اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ" (نسآء۔ رکوع ۱۸) اس تقیید سے یہ لازم نہیں آتا کہ بدون توبہ کے اللہ تعالیٰ کوئی چھوٹا بڑا قصور معاف ہی نہ کر سکے اور نہ یہ مطلب ہوا کہ کسی جرم کے لئے توبہ کی ضرورت ہی نہیں۔ بدون توبہ کے سب گناہ معاف کر دیے جائینگے۔ قید صرف مشیت کی ہے اور مشیت کے متعلق دوسری آیات میں بتلا دیا گیا کہ وہ کفر و شرک سے بدون توبہ کے متعلق نہ ہوگی۔ چنانچہ آیت ہذا کی شان نزول بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔ جیسا کہ اگلی آیت کے فائدہ سے معلوم ہوگا۔

ف۳ مغفرت کی اُمید دلا کر یہاں سے توبہ کی طرف متوجہ فرمایا یعنی گذشتہ غلطیوں پر نادم ہو کر اور اللہ کے بے پایاں جود و کرم سے شرما کر کفر و عصیان کی راہ چھوڑ دو، اور اُس رب کریم کی طرف رجوع ہو کر اپنے کو بالکلیہ اسی کے سپرد کر دو۔ اُس کے احکام کے سامنے نہایت عجز و اخلاص کے ساتھ گردن ڈال دو۔ اور خوب سمجھ لو کہ حقیقت میں نجات محض اُس کے فضل سے ممکن ہے۔ ہمارا رجوع و انابت بھی بدون اُس کے فضل و کرم کے میسر نہیں ہو سکتا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غالب کیا۔ جو کفار دشمنی میں لگے رہے تھے سمجھے کہ لاریب اُس طرف اللہ ہے۔ یہ سمجھ کر اپنی غلطیوں پر پچتائے لیکن شرمندگی سے مسلمان نہ ہوئے کہ اب ہماری مسلمانی کیا قبول ہو گی۔ دشمنی کی، لڑائیاں لڑے اور کتنے خدا پرستوں کے خون کئے۔ تب اللہ نے یہ فرمایا کہ ایسا گناہ کوئی نہیں جس کی توبہ اللہ قبول نہ کرے، نا اُمید مت ہو، توبہ کرو اور رجوع ہو، بخشے جاؤ گے مگر جب سر پر عذاب آیا یا موت نظر آنے لگی اُس وقت کی توبہ قبول نہیں"۔ نہ اُس وقت کوئی مدد کو پہنچ سکتا ہے۔

يَقۡدِرُ ؕ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوۡمٍ يُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۲﴾ قُلۡ يٰعِبَادِىَ الَّذِيۡنَ

ماپ کر دیتا ہے، البتہ اس میں پتے ہیں اُن لوگوں کے واسطے جو مانتے ہیں ف۱ کہہ دے اے بندو میرے جنہوں نے

ع ۵ / ۲

اَسۡرَفُوۡا عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغۡفِرُ

کہ زیادتی کی ہے اپنی جان پر آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے بیشک اللہ بخشتا ہے

الذُّنُوۡبَ جَمِيۡعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِيۡمُ ﴿۵۳﴾ وَاَنِيۡبُوۡۤا اِلٰى رَبِّكُمۡ

سب گناہ وہ جو ہے وہی ہے گناہ معاف کرنیوالا مہربان ف۲ اور رجوع ہو جاؤ اپنے رب کی طرف

وَاَسۡلِمُوۡا لَهٗ مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ الۡعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۵۴﴾

اور اُس کی حکمبرداری کرو پہلے اس سے کہ آئے تم پر عذاب پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئیگا ف۳

وَاتَّبِعُوۡۤا اَحۡسَنَ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ يَّاۡتِيَكُمُ

اور چلو بہتر بات پر جو اُتری تمہاری طرف تمہارے رب سے پہلے اس سے کہ پہنچے تم پر

الۡعَذَابُ بَغۡتَةً وَّاَنۡتُمۡ لَا تَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۵﴾ اَنۡ تَقُوۡلَ نَفۡسٌ يّٰحَسۡرَتٰى

عذاب اچانک اور تم کو خبر نہ ہو ف۴ کہیں کہنے لگے کوئی جی اے افسوس

عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِىۡ جَنۡۢبِ اللّٰهِ وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ ﴿۵۶﴾

اس بات پر کہ میں کوتاہی کرتا رہا اللہ کی طرف سے اور میں تو ہنستا ہی رہا ف۵

اَوۡ تَقُوۡلَ لَوۡ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰٮنِىۡ لَكُنۡتُ مِنَ الۡمُتَّقِيۡنَ ﴿۵۷﴾ اَوۡ تَقُوۡلَ

یا کہنے لگے اگر اللہ مجھ کو راہ دکھاتا تو میں ہوتا ڈرنے والوں میں ف۶ یا کہنے لگے

حِيۡنَ تَرَى الۡعَذَابَ لَوۡ اَنَّ لِىۡ كَرَّةً فَاَكُوۡنَ مِنَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۵۸﴾

جب دیکھے عذاب کو کسی طرح مجھ کو پھر جانا ملے تو میں ہو جاؤں نیکی والوں میں ف۷

بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِىۡ فَكَذَّبۡتَ بِهَا وَاسۡتَكۡبَرۡتَ وَكُنۡتَ مِنَ

کیوں نہیں پہنچ چکے تجھے تیرے پاس میرے حکم، پھر تو نے اُن کو جھٹلایا اور غرور کیا اور تو تھا

الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۹﴾ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيۡنَ كَذَبُوۡا عَلَى اللّٰهِ

منکروں میں ف۸ اور قیامت کے دن تو دیکھے اُن کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر

ف۴ بہتر بات سے مُراد قرآن کریم ہے یعنی قرآنی ہدایات پر چل کر عذاب آنے سے پہلے اپنے مستقبل کی روک تھام کر لو۔ ورنہ معائنہ عذاب کے بعد کچھ تدارک نہ ہو سکیگا نہ کوئی تدبیر بن پڑیگی۔ عذاب الٰہی اس طرح ایک دم آ دبائیگا کہ خبر بھی نہ ہوگی کہاں سے آ گیا۔

ف۵ یعنی ہوا و ہوس، رسم و تقلید اور دنیا کے مزوں میں پڑ کر خدا کو کچھ سمجھا ہی نہیں۔ اس کے دین کی اور پیغمبروں کی اور جس ہولناک انجام سے پیغمبر ڈرایا کرتے تھے سب کی ہنسی اُڑاتا رہا۔ ان چیزوں کی کوئی حقیقت ہی نہ سمجھی۔ افسوس خدا کے پہچاننے اور اس کا حق ماننے میں میں نے کس قدر کوتاہی کی جس کے نتیجہ میں آج یہ بُرا وقت دیکھنا پڑا۔ (یہ بات کافر محشر میں کہیگا اور اگر آیت کا مضمون کفار و عصاۃ کو عام رکھا جائے تو "وَاِنۡ كُنۡتُ لَمِنَ السّٰخِرِيۡنَ" کے معنی "عَمِلۡتُ عَمَلَ سَاخِرٍ مُّسۡتَهۡزِئٍ" کے ہونگے۔ کما فسّرہ ابن کثیرؒ)

ف۶ جب حسرت و افسوس سے کام نہ چلیگا تو اپنا دل بہلانے کے لئے یہ عذر لنگ پیش کریگا کہ کیا کہوں خدا نے مجھ کو ہدایت نہ کی۔ وہ ہدایت کرنا چاہتا تو میں بھی آج متقین کے درجہ میں پہنچ جاتا (اس کا جواب آگے آتا ہے "بَلٰى قَدۡ جَآءَتۡكَ اٰيٰتِىۡ" الخ) اور ممکن ہے یہ کلام بطریق اعتذار و احتجاج نہ ہو بلکہ محض اظہار یاس کے طور پر ہو یعنی میں اپنی سوء استعداد اور بدتمیزی کی وجہ سے اس لائق نہ تھا کہ اللہ مجھ کو راہ دکھا کر منزل مقصود تک پہنچا دیتا۔ اگر مجھ میں اہلیت و استعداد ہوتی اور اللہ میری دستگیری فرماتا تو میں بھی آج متقین کے زمرہ میں شامل ہوتا۔ ف۷ جب حسرت اور اعتذار دونوں بیکار ثابت ہونگے اور دوزخ کا عذاب آنکھوں کے سامنے آ جائیگا اُس وقت شدتِ اضطراب سے کہیگا کسی طرح مجھ کو ایک مرتبہ پھر دنیا میں جانے کا موقع دیا جائے تو دیکھو میں کیسا نیک بنکر آتا ہوں۔ ف۸ یعنی غلط کہتا ہے کیا اللہ نے راہ نہیں دکھلائی تھی اور اپنے پیغمبروں کو نشانات اور احکام دیکر نہیں بھیجا تھا مگر تو نے تو اُن کی کوئی بات ہی نہیں سُنی۔ جو کچھ کہا گیا غرور اور تکبر سے اُسے جھٹلاتا رہا تیری شیخی قبولِ حق سے مانع رہی۔ اور بات یہ ہے کہ اللہ کو ازل سے معلوم تھا کہ تو اس کی آیات کا انکار کریگا۔ اور تکبر و سرکشی سے پیش آئیگا تیرے مزاج اور طبیعت کی افتاد ہی ایسی ہے۔ اگر ہزار مرتبہ دنیا کی طرف لوٹایا جائے تب بھی اپنی حرکات سے باز نہیں آ سکتا۔ "وَلَوۡ رُدُّوۡا لَعَادُوۡا لِمَا نُهُوۡا عَنۡهُ وَاِنَّهُمۡ لَكٰذِبُوۡنَ" (انعام۔ رکوع ۳) ایسے لوگوں کی نسبت خدا کی عادت نہیں کہ اُن کو عروسِ کامیابی سے ہمکنار کرے۔

ف۱ اللہ کی طرف سے جو سچی بات آئے اُس کو جھٹلانا یہ ہی اللہ پر جھوٹ بولنا ہے۔ کیونکہ جھٹلانے والا دعوے کرتا ہے کہ اللہ نے فلاں بات نہیں کہی حالانکہ واقع میں کہی ہے۔ اس جھوٹ کی سیاہی قیامت کے دن اُن کے چہروں پر ظاہر ہوگی۔ ف۲ پہلے فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ میں دو صفتیں کافر کی بیان ہوئی تھیں۔ تکذیب جو مشتمل ہے کذب پر اور استکبار و غرور، یہاں بتلا دیا کہ کذب و دروغ سے اُنکے منہ کالے ہونگے اور غرور و تکبر کا ٹھکانا دوزخ کے سوا کہیں نہیں۔

وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝٦٠
کہ اُن کے منہ ہوں سیاہ ف۱ کیا نہیں دوزخ میں ٹھکانا غرور والوں کا ف۲

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ
اور بچائیگا اللہ اُن کو جو ڈرتے رہے اُنکے بچاؤ کی جگہ نہ لگے اُن کو برائی اور نہ وہ

يَحْزَنُوْنَ ۝٦١ اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ۝٦٢
غمگین ہوں ف۳ اللہ بنانے والا ہے ہر چیز کا اور وہ ہر چیز کا ذمہ لیتا ہے

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اُسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی اور جو منکر ہوئے ہیں اللہ کی باتوں سے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٦٣ قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا
وہ لوگ جو ہیں وہی ہیں ٹوٹے میں پڑے ف۴ تو کہہ اب اللہ کے سوائے کسی کو بتلاتے ہو کہ پوجوں اے

الْجٰهِلُوْنَ ۝٦٤ وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ
نادانو ف۵ اور حکم ہو چکا ہے تجھ کو اور تجھ سے اگلوں کو کہ اگر

اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝٦٥ بَلِ اللّٰهَ
تُو نے شریک مان لیا تو اکارت جائینگے تیرے عمل اور تو ہوگا ٹوٹے میں پڑا نہیں بلکہ اللہ ہی کو

فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝٦٦ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ
پوج اور رہ حق ماننے والوں میں ف۶ اور نہیں سمجھے اللہ کو جتنا کچھ وہ ہے ف۷

وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ
اور زمین ساری ایک مٹھی ہے اُسکی دن قیامت کے اور آسمان لپٹے ہوئے ہوں

بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝٦٧ وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ
اُسکے داہنے ہاتھ میں، وہ پاک ہے اور بہت اُوپر ہے اُس سے کہ (شریک بتلاتے ہیں ف۸ اور پھونکا جائے صور میں پھر بیہوش ہو جائے

مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ
جو کوئی ہے آسمانوں میں اور زمین میں مگر جس کو اللہ چاہے پھر پھونکی جائے

ف۳ یعنی اللہ تعالیٰ متقین کو اُنکے ازلی فوز و سعادت کی بدولت کامیابی کے اُس بلند مقام پر پہنچائیگا۔ جہاں ہر قسم کی برائیوں سے محفوظ اور ہر طرح کے فکر و غم سے آزاد ہوں۔

ف۴ یعنی ہر چیز کو اُس نے پیدا کیا اور پیدا کرنے کے بعد اُسکی بقاء و حفاظت کا ذمہ دار بھی وہ ہی ہوا اور زمین و آسمان کی تمام چیزوں میں تصرف و اقتدار بھی اُسی کو حاصل ہے کیونکہ سب خزانوں کی کنجیاں اُسی کے پاس ہیں۔ پھر ایسے خدا کو چھوڑ کر آدمی کہاں جائے چاہئے کہ اُسی کے غضب سے ڈرے اور اُسی کی رحمت کا اُمیدوار رہے۔ کفر و ایمان اور جنت و دوزخ سب اُسی کے زیر تصرف ہیں۔ اُس کی باتوں سے منکر ہو کر آدمی کا کہیں ٹھکانا نہیں۔ کیا اُس سے منحرف ہو کر آدمی کسی فلاح کی اُمید رکھ سکتا ہے۔

ف۵ یعنی انتہائی نادانی اور حماقت و جہالت یہ ہے کہ آدمی خدا کو چھوڑ کر دوسروں کی پرستش کرے اور پیغمبر خدا سے (معاذ اللہ) یہ طمع رکھے کہ وہ اُس کے راستہ پر آجائینگے۔ بعض روایات میں ہے کہ مشرکین نے حضور کو اپنے دیوتاؤں کی پرستش کی طرف بلایا تھا۔ اُس کے جواب میں یہ آیات نازل ہوئیں۔

ف۶ یعنی عقلی حیثیت سے دیکھا جائے کہ تمام چیزوں کا پیدا کرنا باقی رکھنا، اور اُن میں ہر قسم کے تصرفات کرتے رہنا صرف اللہ کا کام ہے تو عبادت کا مستحق بجز اُس کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور نقلی حیثیت سے لحاظ کرو تو تمام انبیاء اللہ اور ادیان سماویہ توحید کی صحت اور شرک کے بطلان پر متفق ہیں بلکہ ہر نبی کو بذریعۂ وحی بتلا دیا گیا ہے کہ (آخرت میں) مشرک کے تمام اعمال اکارت ہیں اور شرک کا انجام خالص حرمان و خسران کے سوا کچھ نہیں۔ لہٰذا انسان کا فرض ہے کہ وہ ہر طرف سے ہٹ کر ایک خدائے قدوس کو پوجے اور اُس کا شکر گذار و وفادار بندہ بنے۔ اُس کے عظمت و جلال کو سمجھے۔ عاجز و حقیر مخلوق کو اُس کا شریک نہ ٹھہرائے۔ اُس کو اُسی طرح بزرگ و برتر مانے، جیسا وہ واقع میں ہے۔

ف۷ یعنی مشرکین نے اُس کی عظمت و جلال اور بزرگی و برتری کو وہاں تک نہ سمجھا اور ملحوظ نہ رکھا جہاں تک ایک بندہ کو سمجھنا اور ملحوظ رکھنا چاہئے تھا۔ اُسکی شان رفیع اور مرتبۂ بلند کا اجمالی تصور رکھنے والا، کیا عاجز و محتاج مخلوق حتیٰ کہ پتھر کی بیجان مورتیوں کو اُس کا شریک تجویز کر سکتا ہے۔ حاشا و کلا۔ آگے اُس کی بعض شئون عظمت و جلال کا بیان ہے۔

ف۸ یعنی جسکی عظمت شان کا یہ حال ہے کہ قیامت کے دن کل زمین اُس کی ایک مٹھی میں اور سارے آسمان کاغذ کی طرح لپٹے ہوئے ایک ہاتھ میں ہونگے، اُس کی عبادت میں بیجان یا عاجز و محتاج مخلوق کو شریک کرنا کہاں تک روا ہوگا۔ وہ شرکاء تو خود اُس کی مٹھی میں پڑے ہیں۔ جس طرح چاہے اُن پر تصرف کرے۔ ذرا کان یا زبان نہیں ہلا سکتے۔ (تنبیہ) مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ کے متعلق سورۂ "انبیاء" کی آیت "يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ الخ" کا حاشیہ دیکھنا چاہئے۔ اور "یمین" وغیرہ الفاظ متشابہات میں سے ہیں جن پر بلا کیف ایمان رکھنا واجب ہے۔ بعض احادیث میں ہے کِلْتَا يَدَيْهِ يَمِيْنٌ (اُس کے دونوں ہاتھ داہنے ہیں) اس سے تجسم، تحیز اور جہت وغیرہ کی نفی ہوتی ہے۔

أُخْرٰى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿٦٨﴾ وَأَشْرَقَتِ الْأَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَ
دوسری بار، تو فوراً وہ کھڑے ہوجائیں ہر طرف دیکھتے ف۱ اور چمکے زمین اپنے رب کے نور سے اور

وُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ
لا دھریں دفتر اور حاضر آئیں پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہو اُن میں انصاف سے

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٦٩﴾ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ أَعْلَمُ
اور اُن پر ظلم نہ ہوگا ف۲ اور پورا ملے ہر جی کو جو اُس نے کیا ف۳ اور اُسکو خوب خبر ہے

بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا إِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى إِذَا
جو کچھ کرتے ہیں ف۴ اور ہانکے جائیں جو منکر تھے دوزخ کی طرف گروہ گروہ ف۵ یہاں تک کہ جب

جَآءُوْهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ
پہنچ جائیں اُس پر کھولے جائیں اُسکے دروازے ف۶ اور کہنے لگیں اُنکو اُسکے داروغہ ف۷ کیا نہ پہنچے تھے تمہارے پاس رسول

مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ
تم میں کے ف۸ پڑھتے تھے تم پر باتیں تمہارے رب کی اور ڈراتے تم کو اس تمہارے دن کی ملاقات سے

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿٧١﴾ قِيْلَ
بولیں کیوں نہیں پر ثابت ہوا حکم عذاب کا منکروں پر ف۹ حکم ہوئے کہ

ادْخُلُوْٓا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿٧٢﴾
داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے سدا رہنے کو اُس میں سو کیا بُری جگہ ہے رہنے کی غرور والوں کو ف۱۰

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ إِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى إِذَا جَآءُوْهَا
اور ہانکے جائیں وہ لوگ جو ڈرتے رہے تھے اپنے رب سے جنت کو گروہ گروہ ف۱۱ یہاں تک کہ جب پہنچ جائیں اس پر

وَفُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا
اور کھولے جائیں اُسکے دروازے اور کہنے لگیں اُن کو داروغہ اُسکے سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں

خٰلِدِيْنَ ﴿٧٣﴾ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَأَوْرَثَنَا
سدا رہنے کو ف۱۲ اور وہ بولیں شکر اللہ کا جس نے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ ف۱۳ اور وارث کیا ہم کو

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "ایک بار نفخ صور ہے عالم کے فنا کا، دوسرا ہے زندہ ہونے کا، یہ تیسرا بعد حشر کے ہے بیہوشی کا، چوتھا خبردار ہونے کا، اُس کے بعد اللہ کے سامنے سب کی پیشی ہوگی"۔ اھ تبغیر یسیر۔ لیکن علمائے محققین کے نزدیک کل دو مرتبہ نفخ صور ہوگا۔ پہلی مرتبہ میں سب کے ہوش اُڑ جائینگے۔ پھر زندے تو مُردہ ہو جائینگے اور جو مر چکے تھے اُنکی ارواح پر بیہوشی کی کیفیت طاری ہو جائیگی۔ بعدہٗ دوسرا نفخہ ہوگا جس سے مردوں کی ارواح ابدان کی طرف واپس آجائینگی اور بیہوشوں کو افاقہ ہوگا۔ اُس وقت محشر کے عجیب و غریب منظر کو حیرت زدہ ہوکر تکتے رہینگے پھر خداوند قدوس کی پیشی میں تیزی کے ساتھ حاضر کئے جائینگے (تنبیہ) اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ سے بعض نے جبریل، میکائیل، اسرافیل، اور مَلَکُ الموت مُراد لئے ہیں۔ بعض نے ان کے ساتھ حملۃ العرش کو بھی شامل کیا ہے۔ بعض کے نزدیک انبیاء و شہداء مراد ہیں۔ واللہ اعلم بہرحال یہ استثناء اُس نفخہ کے وقت ہوگا۔ اُس کے بعد ممکن ہے اُن پر بھی فنا طاری کردی جائے "لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" (المؤمن۔ رکوع ۲)

ف۲ یعنی اس کے بعد حق تعالیٰ حساب کے لئے اپنی شان کے مناسب نزولِ اجلال فرمائینگے (کما ورد فی بعض روایات الدر المنثور) اُس وقت حق تعالیٰ کی تجلی اور نورِ بے کیف سے محشر کی زمین چمک اُٹھے گی حساب کا دفتر کھلے گا۔ سب کے اعمالنامے سامنے رکھ دیے جائینگے۔ انبیاء علیہم السلام اور دوسرے گواہ دربار میں حاضر ہونگے اور ہر شخص کے اعمال کا نہایت انصاف سے ٹھیک ٹھیک فیصلہ سنایا جائیگا۔ کسی پر کسی طرح کی زیادتی نہ ہوگی (تنبیہ) "شہداء" سے مراد علاوہ انبیاء علیہم السلام کے فرشتے، اُمتِ محمدیہ کے لوگ اور انسان کے ہاتھ پاؤں وغیرہ سب ہوسکتے ہیں۔ اور حضرت شاہ صاحبؒ نے ہر اُمت کے نیک آدمی مُراد لئے ہیں۔

ف۳ یعنی نیکی کے بدلہ میں کمی اور بدی کے بدلہ میں زیادتی نہ ہوگی جس کا جتنا اچھا یا بُرا عمل ہے سب خدا کے علم میں ہے اسی کے موافق بدلہ ملیگا۔ جس کی کچھ تفصیل آگے آتی ہے۔

ف۴ یعنی گواہ آتے ہیں اُنکے الزام کو۔ ورنہ اللہ سے کیا چیز پوشیدہ ہے۔ (کذا فی الموضح)

ف۵ یعنی تمام کافروں کو دھکے دے کر نہایت ذلت و خواری کے ساتھ دوزخ کی طرف ہانکا جائیگا۔ اور چونکہ کفر کے اقسام و مراتب بہت ہیں، ہر قسم اور ہر درجہ کے کافروں کا گروہ الگ الگ کر دیا جائے گا۔

ف۶ جس طرح دنیا میں جیلخانہ کا پھاٹک کھُلا نہیں رہتا، جب کسی قیدی کو داخل کرنا ہوتا ہے کھول کر داخل کرتے اور پھر بند کر دیتے ہیں۔ ایسے ہی وہاں جس وقت دوزخی دوزخ کے قریب پہنچینگے دروازے کھول کر اُس میں دھکیل دیا جائیگا۔ اُس کے بعد دروازے بند کر دیے جائینگے۔ کما قال تعالیٰ "عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ" (ھمزہ ع۱)

ف۷ یعنی جو فرشتے دوزخ کے محافظ ہیں وہ کفار سے بطور ملامت یہ کہیں گے۔

ف۸ یعنی جن سے تم کو بسبب ہمجنس ہونے کے فیض لینا بہت آسان تھا۔

ف۹ یعنی پیغمبر کیوں نہیں آئے۔ ضرور آئے ہم کو اللہ کی باتیں سنائیں، اور آج کے دن سے بہت کچھ ڈرایا لیکن ہماری بدبختی اور نالائقی کہ ہمنے اُن کا کہنا نہ مانا، آخر خدا کی اٹل تقدیر سامنے آئی اور عذاب کا حکم ہم کافروں پر ثابت ہو کر رہا۔ "فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِيْرِ"

ف۱۰ یعنی تم نے شیخی اور غرور میں آکر اللہ کی بات نہ مانی۔ اب ہمیشہ دوزخ میں پڑے اُس کا مزہ چکھتے رہو۔

ف۱۱ یعنی ایمان و تقویٰ کے مدارج چونکہ متفاوت ہیں ہر درجہ کے مومنین متقین کی جماعت الگ ہوگی اور اُن سب جماعتوں کو نہایت شوق دلا کر جلدی جلدی جنت کی طرف روانہ کیا جائیگا۔

ف۱۲ یعنی جس طرح مہمانوں کے لئے اُنکی آمد سے پہلے مہمان خانہ کا دروازہ کھُلا رکھا جاتا ہے جنتی وہاں پہنچکر جنت کے دروازے کھُلے پائینگے۔ کما قال فی موضع آخر "مُفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ" (ص۔ رکوع ۴) اور خدا کے فرشتے نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ کلمات سلام و ثناء وغیرہ سے اُن کا استقبال کرینگے اور جنت میں رہنے کی بشارت سُنائینگے۔

ف۱۳ یعنی خدا کا شکر جو وعدے انبیاء کی زبانی دنیا میں کئے گئے تھے آج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے۔

الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ۷۴

اس زمین کا ف۱ گھر لےلیویں بہشت میں سے جہاں چاہیں ف۲ سو کیا خوب بدلہ ہے محنت کرنے والوں کا

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ

اور تو دیکھے فرشتوں کو گھر رہے ہیں عرش کے گرد پاکی بولتے ہیں

بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

اپنے رب کی خوبیاں اور فیصلہ ہوتا ہے اُن میں انصاف کا اور یہی بات کہتے ہیں کہ سب خوبی ہے اللہ کو

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۷۵

جو رب ہے سارے جہان کا ف۳

سُوْرَةُ الْمُؤْمِنِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ خَمْسٌ وَّثَمَانُوْنَ اٰيَةً وَّتِسْعُ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ مومن مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں پچاسی آیتیں ہیں اور نو رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۱ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۲ غَافِرِ الذَّنْبِ وَ

اُتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہے خبردار گناہ بخشنے والا اور

قَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ

توبہ قبول کرنیوالا ف۴ سخت عذاب دینے والا مقدور والا ف۵ کسی کی بندگی نہیں سوائے اُسکے اُسی کی طرف

الْمَصِيْرُ ۳ مَا يُجَادِلُ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ

پھر جانا ہے ف۶ وہی جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں جو منکر ہیں ف۷ سو تجھ کو دھوکا نہ دے

تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ ۴ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّالْاَحْزَابُ

یہ بات کہ وہ چلتے پھرتے ہیں شہروں میں ف۸ جھٹلا چکے ہیں اُن سے پہلے قوم نوح کی اور کتنے فرقے

مِنْ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَجَادَلُوْا

اُن سے پیچھے اور ارادہ کیا ہر اُمت نے اپنے رسول پر کہ اُس کو پکڑ لیں اور لانے لگے

ف۱ یعنی جنت کی زمین کا۔

ف۲ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اُن کو حکم ہے جہاں چاہیں رہیں لیکن ہر کوئی وہ ہی جگہ چاہے گا جو اُس کے واسطے پہلے سے رکھی ہے"۔ اور بعض کے نزدیک مُراد یہ ہے کہ جنت میں سیر و ملاقات کے لئے کہیں آنے جانے کی روک ٹوک نہ ہوگی۔

ف۳ یعنی حق تعالیٰ جب حساب کتاب کے لئے نزول اجلال فرمائینگے۔ اُس وقت فرشتے عرش کے گرداگرد حلقہ باندھے اپنے رب کی تسبیح و تحمید کرتے ہونگے اور تمام بندوں میں ٹھیک ٹھیک انصاف کا فیصلہ کر دیا جائیگا۔ جس پر ہر طرف سے جوش و خروش کے ساتھ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" کا نعرہ بلند ہوگا۔ یعنی ساری خوبیاں اُس خدا کو زیبا ہیں جو تمام عالم کا پروردگار ہے (جس نے سارے جہان کا ایسا عمدہ فیصلہ کیا) اسی نعرۂ تحسین پر دربار برخاست ہو جائیگا۔ عموماً مفسّرین نے آیت کا یہی مطلب بیان کیا ہے لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے آیت کو حالتِ راہنہ پر حمل کیا اور وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ کی ضمیر ملائکہ کی طرف راجع کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "فرشتوں میں فیصلہ یہ کہ ہر ایک فرشتہ (ملاءِ اعلیٰ میں) اپنے قاعدہ سے ایک تدبیر بولتا ہے (کما یشیر الیہ اختصام الملاء الاعلیٰ وتفصیلہ فی حجۃ اللہ البالغہ) پھر اللہ تعالیٰ ایک کی بات جاری کرتا ہے۔ وہ ہی ہوتی ہے حکمت کے موافق۔ یہ ماجرا اب بھی ہے اور قیامت میں بھی"۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

تم سورۃ الزمر بعون اللہ وتوفیقہ۔ وللہ الحمد

ف۴ یعنی توبہ قبول کر کے گناہوں سے ایسا پاک و صاف کر دیتا ہے۔ گویا کبھی گناہ کیا ہی نہ تھا۔ اور مزید برآں توبہ کو مستقل طاعت قرار دیکر اُس پر اجر عنایت فرماتا ہے۔

ف۵ یعنی بیحد قدرت و وسعت اور غنا والا جو بندوں پر انعام و احسان کی بارشیں کرتا رہتا ہے۔

ف۶ جہاں پہنچ کر ہر ایک کو اپنے کئے کا بدلہ ملیگا۔

ف۷ یعنی اللہ کی باتیں اور اسکی عظمت و قدرت کے نشان ایسے نہیں جن میں کوئی جھگڑا کیا جائے۔ مگر جن لوگوں نے یہ ہی ٹھان لی ہے کہ روشن سے روشن دلائل و براہین اور کھلی کھلی باتوں کا بھی انکار کیا جائے وہ ہی سچی باتوں میں ناحق جھگڑے ڈالتے ہیں۔

ف۸ یعنی ایسے منکرین کا انجام تباہی اور ہلاکت ہے۔ گو فی الحال وہ شہروں میں چلتے پھرتے اور کھاتے پیتے نظر آتے ہیں اس سے دھوکا نہ کھانا چاہیئے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے امہال و استدراج ہے کہ چند روز چل پھر کر دنیا کے مزے اُڑا لیں، یا تجارتیں اور سازشیں کر لیں۔ پھر ایک روز غفلت کے نشہ میں پوری طرح مخمور ہو کر پکڑے جائینگے اگلی قوموں کا حال بھی یہ ہی ہوا۔

ف۱ یعنی ہر ایک اُمت کے شریروں نے اپنے پیغمبر کو پکڑ کر قتل کرنے یا ستانے کا ارادہ کیا اور چاہا کر جھوٹے ڈھکوسلے کھڑے کر کے سچے دین کو شکست دیں، اور حق کی آواز کو اُبھرنے نہ دیں لیکن ہم نے اُن کا داؤ چلنے نہ دیا اور اُس کے بجائے کہ وہ پیغمبروں کو پکڑتے ہم نے اُن کو پکڑ کر سخت سزائیں دیں، پھر دیکھ لو ہماری سزا کیسی ہوئی کہ اُنکی بیخ وبنیاد باقی نہ چھوڑی۔ آج بھی اُن تباہ شدہ قوموں کے کچھ آثار کہیں کہیں موجود ہیں، اُن ہی کو دیکھ کر انسان اُن کی تباہی کا تصوّر کر سکتا ہے۔ ف۲ یعنی جس طرح اگلی قوموں پر عذاب آنے کی بات پوری اُتر چکی، موجود الوقت منکروں پر بھی اُتری ہوئی سمجھو۔ اور جس طرح پیغمبروں کے اعلان کے موافق کافروں پر دنیوی عذاب آ کر رہا، تیرے رب کی یہ بات بھی ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آخرت میں ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ (تنبیہ) بعض نے "اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ" کو "لِاَنَّهُمْ" کے معنی میں لے کر یہ مطلب بیان کیا ہے کہ گذشتہ منکروں کی طرح موجودہ منکروں پر بھی اللہ کی بات سچی ہے کیونکہ یہ بھی اصحاب النار میں سے ہیں۔

بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾

جھوٹے جھگڑے کہ اُس سے ڈگا دیں سچے دین کو پھر میں نے اُن کو پکڑ لیا، پھر کیسا ہوا میرا سزا دینا ف۱

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ

اور اسی طرح ٹھیک ہو چکی بات تیرے رب کی منکروں پر کہ یہ ہیں دوزخ

النَّارِ ﴿٦﴾ اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ

والے ف۲ جو لوگ اُٹھا رہے ہیں عرش کو اور جو اُسکے گرد ہیں پاکی بولتے ہیں اپنے رب کی خوبیاں

وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ

اور اُس پر یقین رکھتے ہیں اور گناہ بخشواتے ہیں ایمان والوں کے ف۳ اے پروردگار ہمارے ہر چیز

شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ

سمائی ہوئی ہے تیری بخشش اور خبر میں سو معاف کر اُن کو جو توبہ کریں اور چلیں تیری راہ پر اور بچا اُنکو

عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ

آگ کے عذاب سے ف۴ اے رب ہمارے اور داخل کر اُنکو سدا بسنے کے باغوں میں جن کا وعدہ کیا تو نے اُن سے اور

مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ

جو کوئی نیک ہو اُنکے باپوں میں اور عورتوں میں اور اولاد میں بیشک تو ہی ہے زبردست

الْحَكِيْمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ

حکمت والا ف۵ اور بچا اُن کو بُرائیوں سے اور جس کو تو بچائے بُرائیوں سے اُس دن اُس پر

رَحِمْتَهٗ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

مہربانی کی تُو نے اور یہ جو ہے یہی ہے بڑی مُراد پانی ف۶ جو لوگ منکر ہیں

يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ اِذْ تُدْعَوْنَ

اُنکو پکار کر کہیں گے اللہ بیزار ہوتا تھا زیادہ اس سے جو تم بیزار ہوئے ہو اپنے جی سے جس وقت تم کو بُلاتے تھے

اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ ﴿١٠﴾ قَالُوْا رَبَّنَآ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا

یقین لانے کو پھر تم منکر ہوتے تھے ف۷ بولیں گے اے رب ہمارے تو موت دے چکا ہم کو دو بار اور زندگی دے چکا

ف۳ پہلی آیات میں مجرمین ومنکرین کا حال زبوں بیان ہوا تھا یہاں اُن کے مقابل مؤمنین تائبین کا فضل وشرف بیان کرتے ہیں۔ یعنی عرش عظیم کو اُٹھانے والے اور اُس کے گرد طواف کرنے والے بیشمار فرشتے جن کی غذا صرف حق تعالیٰ کی تسبیح وتحمید ہے اور جو مقربین بارگاہ ہونے کی وجہ سے اعلیٰ درجہ کا ایمان ویقین رکھتے ہیں، وہ اپنے پروردگار کے آگے مؤمنین کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! اس عزّت افزائی اور شرف واحترام کا کیا ٹھکانا ہے کہ فرش خاک پر رہنے والے مؤمنین سے جو خطائیں اور لغزشیں ہو گئیں ملائکہ کرّوبیین بارگاہ احدیت میں اُن کے لئے غائبانہ معافی چاہیں۔ اور جب اُن کی شان میں "وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ" آیا ہے تو وہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کام پر مامور ہونگے۔

ف۴ یہ فرشتوں کے استغفار کی صورت بتلائی۔ یعنی بارگاہ احدیت میں یوں عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ کا علم اور رحمت ہر چیز کو محیط ہے پس جو کوئی تیرے علم محیط میں برائیوں کو چھوڑ کر سچے دل سے تیری طرف رجوع ہو اور تیرے راستہ پر چلنے کی کوشش کرتا ہو، اگر اس سے بمقتضائے بشریت کچھ کمزوریاں اور خطائیں سرزد ہو جائیں، آپ اپنے فضل ورحمت سے اُس کو معاف فرما دیں۔ نہ دنیا میں اُن پر داروگیر ہو اور نہ دوزخ کا مُنہ دیکھنا پڑے۔ باقی جو مسلمان توبہ وانابت کی راہ اختیار نہ کرے اُس کا یہاں ذکر نہیں آیت ہذا اس کی طرف سے ساکت ہے۔ بظاہر حاملین عرش اُن کے حق میں دُعا نہیں کرتے۔ اللہ کا اُنکے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟ یہ دوسری نصوص سے طے کرنا چاہیئے۔

ف۵ یعنی اگرچہ بہشت ہر کسی کو اپنے عمل سے ملتی ہے (جیسا کہ یہاں بھی "وَمَنْ صَلَحَ" کی قید سے ظاہر ہے) بدون اپنے ایمان وصلاح کے بیوی، بیٹا اور ماں باپ کام نہیں آتے لیکن تیری حکمتیں ایسی بھی ہیں کہ ایک کے سبب سے کتنوں کو اُن کے عمل سے زیادہ اعلیٰ درجہ پر پہنچا دے۔ کما قال تعالیٰ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاتَّبَعَتْهُمْ ذُرِّيَّتُهُمْ بِاِيْمَانٍ اَلْحَقْنَا بِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَمَآ اَلَتْنٰهُمْ مِّنْ عَمَلِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ" (طور۔ رکوع ۱) اور گہری نظر سے دیکھا جائے تو حقیقت میں وہ بھی اُن ہی کے کسی عمل قلبی کا بدلہ ہو۔ مثلاً وہ آرزو رکھتے ہوں کہ ہم بھی اسی مرد صالح کی چال چلیں۔ یہ نیت اور نیکی کی حرص اللہ کے ہاں مقبول ہو جائے یا اُس مرد صالح کے اکرام ومدارات ہی کی ایک صورت یہ ہو کہ اُس کے ماں باپ اور بیوی بچے بھی اُس کے درجہ میں رکھے جائیں۔

ف۶ یعنی محشر میں اُن کو کوئی برائی (مثلاً گھبراہٹ اور پریشانی وغیرہ) لاحق نہ ہو۔ اور یہ عظیم الشان کامیابی صرف تیری خاص مہربانی ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔ بعض مفسرین نے سیئات سے اعمال سیئہ مراد لئے ہیں یعنی آگے کو اُنہیں بُرے کاموں سے محفوظ فرما دے اور ان کی خُو ایسی کر دے کہ بُرائی کی طرف نہ جائیں۔ ظاہر ہے جو آج یہاں بُرائی سے بچ گیا اس پر تیرا افضل ہو گیا۔ وہ ہی آخرت میں اعلیٰ کامیابی حاصل کریگا۔ اس تفسیر پر "يَوْمَئِذٍ" کا ترجمہ بجائے اُس دن" کے "اِس دن" ہونا چاہیئے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی تیری مہر ہی ہو کہ بُرائیوں سے بچے۔ اپنے عمل سے کوئی نہیں بچ سکتا۔ تھوڑی بہت بُرائی سے کون خالی ہے"۔ یہ الفاظ دونوں تفسیروں پر چسپاں ہو سکتے ہیں۔

ف۷ یہ قیامت کے دن کہینگے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی آج تم اپنے (نفس سے بیزار ہو اور) اپنے جی کو پھٹکارتے ہو۔ دنیا میں جب کفر کرتے تھے (اُس وقت) اللہ اس سے زیادہ تم کو پھٹکارتا تھا (اور تمہاری حرکات سے بیزار تھا) اُسی کا بدلہ آج پاؤ گے"۔ اور بعض مفسرین نے "مَقْتِکُم" کا زمانہ ایک مُراد لے کر یوں معنی کئے ہیں کہ تم کو دنیا میں بار بار ایمان کی طرف بُلایا جاتا تھا اور تم بار بار کفر کرتے تھے۔ آج اُس کی سزا بھگتنے کے وقت جس قدر تم اپنی جانوں سے بیزار ہو رہے ہو اللہ اس سے زیادہ تم سے بیزار ہے۔

اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَىٰ خُرُوجٍ مِّن سَبِيلٍ ﴿۱۱﴾
دو بار ف۱ اب ہم قائل ہوئے اپنے گناہوں کے ف۲ پھر اب بھی ہے نکلنے کو کوئی راہ ف۳

ذَٰلِكُم بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللَّهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ ۖ وَإِن يُشْرَكْ بِهِ
یہ تم پر اس واسطے ہے کہ جب کسی نے پکارا اللہ کو اکیلا تو تم منکر ہوتے ، اور جب اُسکے ساتھ پکارتے شریک کو

تُؤْمِنُوا ۚ فَالْحُكْمُ لِلَّهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿۱۲﴾ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ
تو تم یقین لانے لگتے، اب حکم وہی جو کرے اللہ سب سے اوپر بڑا ف۴ وہی ہے تم کو دکھلاتا اپنی نشانیاں

وَيُنَزِّلُ لَكُم مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا ۚ وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَن يُنِيبُ ﴿۱۳﴾
اور اُتارتا ہے تمہارے واسطے آسمان سے روزی اور سوچ وہی کرے جو رجوع رہتا ہو ف۵

فَادْعُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ﴿۱۴﴾ رَفِيعُ
سو پکارو اللہ کو خالص کرکر اُسکے واسطے بندگی اور پڑے بُرا مانیں منکر ف۶ وہی ہے اونچے

الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَن يَشَاءُ
درجوں والا مالک عرش کا اُتارتا ہے بھید کی بات اپنے حکم سے جس پر چاہے

مِنْ عِبَادِهِ لِيُنذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾ يَوْمَ هُم بَارِزُونَ ۖ لَا يَخْفَىٰ
اپنے بندوں میں ف۷ تاکہ وہ ڈرائے ملاقات کے دن سے ف۸ جس دن وہ لوگ نکل کھڑے ہونگے ف۹ چھپی نہ رہیگی

عَلَى اللَّهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۚ لِّمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾
اللہ پر اُن کی کوئی چیز ف۱۰ کس کا راج ہے اُس دن اللہ کا ہے جو اکیلا ہے دباؤ والا ف۱۱

الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۚ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۚ إِنَّ اللَّهَ
آج بدلہ ملیگا ہر جی کو جیسا اُس نے کمایا بالکل ظلم نہیں آج بیشک اللہ

سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾ وَأَنذِرْهُمْ يَوْمَ الْآزِفَةِ إِذِ الْقُلُوبُ لَدَى
جلد لینے والا ہے حساب اور خبر سنادے اُنکو اُس نزدیک آنیوالے دن کی جس وقت دل پہنچیں گے

الْحَنَاجِرِ كَاظِمِينَ ۚ مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ
گلوں کو تو وہ دبا رہے ہونگے ف۱۲ کوئی نہیں گنہگاروں کا دوست اور نہ سفارشی

ف۱ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "پہلے مٹی تھے یا نطفہ، تو مُردے ہی تھے پھر جان پڑی تو زندہ ہوئے پھر مرے پھر زندہ کرکے اُٹھائے گئے یہی ہیں دو موتیں اور دو حیاتیں۔ قال تعالیٰ "کَیْفَ تَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَکُنْتُمْ اَمْوَاتًا فَاَحْیَاکُمْ ثُمَّ یُمِیْتُکُمْ ثُمَّ یُحْیِیْکُمْ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ" (بقرہ۔ رکوع ۳) وقیل غیر ذٰلک والاظہر ہو ہٰذا۔

ف۲ یعنی انکار کیا کرتے تھے کہ مرنے کے بعد پھر جینا نہیں۔ نہ حساب کتاب ہے نہ کوئی اور قصہ۔ اسی لئے گناہوں اور شرارتوں پر جری ہوتے تھے۔ اب دیکھ لیا کہ جس طرح پہلی موت کے بعد آپ نے ہمکو زندہ کیا اور عدم سے نکال کر وجود عطا فرمایا، دوسری موت کے بعد بھی پیغمبروں کے ارشاد کے موافق دوبارہ زندگی بخشی۔ آج بعث بعد الموت کے وہ سب مناظر جن کا ہم انکار کیا کرتے تھے سامنے ہیں اور بجز اس کے چارہ نہیں کہ ہم اپنی غلطیوں اور خطاؤں کا اعتراف کریں۔

ف۳ یعنی افسوس اب تو بظاہر یہاں سے چھوٹ کر نکل بھاگنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ ہاں آپ قادر ہیں کہ جہاں دو مرتبہ موت وحیات دے چکے ہیں، تیسری مرتبہ ہم کو پھر دنیا کی طرف واپس بھیجدیں۔ تا اس مرتبہ وہاں سے ہم خوب نیکیاں سمیٹ کر لائیں۔

ف۴ یعنی بیشک اب دنیا کی طرف واپس کئے جانیکی کوئی صورت نہیں اب تو تم کو اپنے اعمال سابقہ کا خمیازہ بھگتنا ہے۔ تمہارے متعلق ہلاکت ابدی کا یہ فیصلہ اس لئے ہوا ہے کہ تم نے اکیلے سچے خدا کی پکار پر کبھی کان نہ دھرا۔ ہمیشہ اُس کا یا اُس کی وحدانیت کا انکار ہی کرتے رہے۔ ہاں کسی جھوٹے خدا کی طرف بلائے گئے تو فوراً "اٰمنّا وصدّقنا" کہہ کر اُس کے پیچھے ہو لئے۔ اِس سے تمہاری خو اور طبیعت کی اُفتاد کا اندازہ ہو سکتا ہے کہ اگر ہزار مرتبہ بھی واپس کیا جائے، پھر وہی کفر و شرک کما کر لاؤ گے بس آج تمہارے جرم کی ٹھیک سزا یہی حبس دوام ہے جو اُس بڑے سے بڑے خدا کی عدالت عالیہ سے جاری کی گئی۔ جس کا کہیں آگے مرافعہ (اپیل) نہیں۔ اس سے چھوٹنے کی تمنا عبث ہے۔

ف۵ یعنی اُس کی عظمت و وحدانیت کی نشانیاں ہر چیز میں ظاہر ہیں ایک اپنی روزی ہی کے مسئلہ کو آدمی سمجھ لے جس کا سامان آسمان سے ہوتا رہتا ہے تو سب کچھ سمجھ میں آجائے۔ لیکن جب اُدھر رجوع ہی نہ ہو اور غور و فکر سے کام ہی نہ لے تو کیا خاک سمجھ حاصل ہو سکتی ہے۔

ف۶ یعنی بندوں کو چاہئے سمجھ سے کام لیں۔ اور ایک خدا کی طرف رجوع ہو کر اُسی کو پکاریں، اُس کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کریں بیشک مخلص بندوں کے اس موحدانہ طرز عمل سے کافر و مشرک ناک بھوں چڑھائینگے کہ سارے دیوتا اُڑا کر صرف ایک ہی خدا رہنے دیا گیا۔ مگر پکا موحد وہ ہی ہے جو مشرکین کے مجمع میں توحید کا نعرہ بلند کرے۔ اور اُن کے بُرا ماننے کی اصلا پروا نہ کرے۔

ف۷ "بھید کی بات" سے وحی مراد ہے جو اوّل انبیاء علیہم السلام پر اُترتی ہے اور اُن کے ذریعہ سے دوسرے بندوں کو پہنچ جاتی ہے۔ چنانچہ قیامت تک اسی طرح پہنچتی رہیگی۔

ف۸ یعنی جس دن تمام اولین و آخرین مل کر اللہ تعالیٰ کی پیشی میں حاضر ہونگے اور ہر ایک شخص اپنے اچھے یا بُرے عمل سے ملاقات کریگا۔

ف۹ یعنی قبروں سے نکل کر ایک کھلے کفِ دست میدان میں حاضر ہونگے۔ جہاں کوئی آڑ پہاڑ حائل نہ ہوگا۔

ف۱۰ یعنی خوب سمجھ لو اُس حاکم اعلیٰ کے دربار میں حاضر ہونا ہے جس پر تمہاری کوئی حالت پوشیدہ نہیں۔ سب ظاہر و باطن احوال کھول کر رکھدیے جائینگے۔

ف۱۱ یعنی اُس دن تمام وسائط و حجب اُٹھ جائینگے۔ ظاہری اور مجازی رنگ میں بھی کسی کی بادشاہت نہ رہیگی۔ اسی اکیلے شہنشاہ مطلق کا راج ہوگا جس کے آگے ہر ایک طاقت دبی ہوئی ہے۔

ف۱۲ یعنی خوف اور گھبراہٹ سے دل دھڑک کر گلوں تک پہنچ رہے ہوں گے اور لوگ دونوں ہاتھوں سے اُن کو پکڑ کر دبائینگے کہ کہیں سانس کے ساتھ باہر نہ نکل پڑیں۔

يُطَاعُ ﴿١٨﴾ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾ وَاللّٰهُ
کہ جسکی بات مانی جائے ف۱ وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو کچھ چھپا ہوا ہے سینوں میں اور اللہ
يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ
فیصلہ کرتا ہے انصاف کا ف۲ اور جن کو پکارتے ہیں اُس کے سوائے نہیں فیصلہ کرتے
بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾ ع اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ
کچھ بھی بیشک اللہ جو ہے وہی ہے سُننے والا دیکھنے والا ف۳ کیا وہ پھرے نہیں ملک میں
فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ
کر دیکھتے انجام کیسا ہوا اُن کا جو تھے اُن سے پہلے وہ تھے
اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ
اُن سے (نہ) سخت زور میں اور نشانیوں میں جو چھوڑ گئے زمین میں ف۴ پھر اُن کو پکڑا اللہ نے اُنکے گناہوں پر اور
مَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿٢١﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ
نہ ہوا اُن کو اللہ سے کوئی بچانے والا ف۵ یہ اس لئے کہ اُن کے پاس آتے تھے
رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ
اُن کے رسُول کھلی نشانیاں لے کر پھر منکر ہو گئے تو اُن کو پکڑا اللہ نے بیشک وہ زور آور ہے سخت
الْعِقَابِ ﴿٢٢﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٢٣﴾ لا اِلٰى
عذاب دینے والا ف۶ اور ہم نے بھیجا موسیٰ کو اپنی نشانیاں دیکر اور کھلی سند ف۷
فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿٢٤﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمْ
فرعون اور ہامان اور قارون کے پاس ف۸ پھر کہنے لگے یہ جادوگر ہے جھوٹا ف۹ پھر جب پہنچا اُنکے پاس
بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ
لیکر سچی بات ہمارے پاس سے بولے مار ڈالو بیٹے اُن کے جو یقین لائے ہیں اُسکے ساتھ اور
اسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ
جیتی رکھو اُن کی عورتیں ف۱۰ اور جو داؤ ہے منکروں کا سو غلطی میں ف۱۱ اور بولا

ف۱ یعنی ایسا کوئی سفارشی نہیں ہوگا جس کی بات ضرور ہی مانی جائے۔ سفارش وہ ہی کر سکے گا جس کو اجازت ہو۔ اور اُسی کے حق میں کریگا جس کے لئے پسند ہو۔

ف۲ یعنی مخلوق سے نظر بچا کر چوری چھپے سے کسی پر نگاہ ڈالی یا کن انکھیوں سے دیکھا یا دل میں کچھ نیت کی یا کسی بات کا ارادہ یا خیال آیا، اِن میں سے ہر چیز کو اللہ جانتا ہے۔ اور فیصلہ انصاف سے کرتا ہے۔

ف۳ یعنی فیصلہ کرنا اسی کا کام ہو سکتا ہے جو سُننے اور جاننے والا ہو بھلا یہ پتھر کی بیجان مورتیں جنہیں تم خدا کہہ کر پکارتے ہو کیا خاک فیصلہ کرینگی۔ پھر جو فیصلہ بھی نہ کر سکے وہ خدا کس طرح ہوا۔

ف۴ یعنی بڑے مضبوط قلعے، عالی شان عمارتیں اور مختلف قسم کی یادگاریں۔

ف۵ یعنی جب دنیا کے عذاب سے کوئی نہ بچا سکا، آخرت میں کون بچائے گا۔

ف۶ یعنی تم بھی اُن کی طرح رسُول کی تکذیب کر کے فلاح نہیں پا سکتے آخر رُسوا اور ہلاک ہو گے اور خداوند قدوس اپنے زور و قوت سے پیغمبر کو غالب و منصور فرمائے گا۔ اسی مناسبت سے آگے موسیٰ اور فرعون کا قصّہ بیان کرتے ہیں۔

ف۷ "نشانیوں" سے معجزات اور "کھلی سند" سے شاید اُن میں کے مخصوص و ممتاز معجزات مُراد ہوں یا "کھلی سند" معجزات کے سوا دوسری قسم کے دلائل و براہین کو فرمایا۔ یا "آیات" سے تعلیمات و احکام اور "سلطان مبین" سے معجزات مُراد لئے جائیں۔ یا "سلطان مبین" اُس قوتِ قدسیہ اور مخصوص تائیدِ ربّانی کا نام ہو جس کے آثار پیغمبروں میں ہر دیکھنے والے کو نمایاں طور پر نظر آیا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

ف۸ ہامان وزیر تھا فرعون کا اور قارون بنی اسرائیل میں سب سے بڑا مالدار اور تاجر تھا جو موسیٰ علیہ السلام کے خلاف فرعون کی مرضی پر چلتا تھا۔ پہلے اس کا قصّہ گذر چکا۔

ف۹ یعنی جادوگر ہے معجزات دکھانے میں اور جھوٹا ہے دعوئے رسالت میں۔ یہ بعض نے کہا ہوگا اور دوسروں نے اُس کی تصدیق کی ہوگی

ف۱۰ یہ حکم اب دوسری مرتبہ موسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد دیا۔ تاکہ بنی اسرائیل کی تذلیل و توہین کریں، اُن کی تعداد گھٹائیں اور اُن کے دلوں میں یہ خیال جما دیں کہ یہ سب مصیبت اُن پر موسیٰ کی بدولت آئی ہے۔ یہ خیال کر کے لوگ اُن کا ساتھ چھوڑ دینگے۔ اور دہشت انگیزی کی پالیسی کامیاب ہو جائیگی۔ آگے پتہ نہیں اس حکم پر عمل ہوا یا نہیں۔

ف۱۱ یعنی ایسے داؤ پیچ اور تدبیروں سے کیا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مخلص بندوں کی مدد فرما کر منکرین کے سب منصوبے غلط کر دیتا ہے۔

فِرۡعَوۡنُ ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی وَلۡیَدۡعُ رَبَّہٗ ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ اَنۡ

فرعون مجھ کو چھوڑو کہ مار ڈالوں موسیٰ کو اور پڑا پکارے اپنے رب کو ف١ میں ڈرتا ہوں کہ

یُّبَدِّلَ دِیۡنَکُمۡ اَوۡ اَنۡ یُّظۡہِرَ فِی الۡاَرۡضِ الۡفَسَادَ ﴿٢٦﴾ وَقَالَ مُوۡسٰۤی

بگاڑ دے تمہارا دین یا پھیلائے ملک میں خرابی ف٢ اور کہا موسیٰ نے

اِنِّیۡ عُذۡتُ بِرَبِّیۡ وَرَبِّکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مُتَکَبِّرٍ لَّا یُؤۡمِنُ بِیَوۡمِ

میں پناہ لے چکا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی ہر غرور والے سے ف٣ جو یقین نہ کرے حساب کے

الۡحِسَابِ ﴿٢٧﴾ ع وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ٭ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَکۡتُمُ اِیۡمَانَہٗۤ

دن کا ف٤ اور بولا ایک مرد ایماندار فرعون کے لوگوں میں جو چھپاتا تھا اپنا ایمان

ع ٣/٧

اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ

کیا مارے ڈالتے ہو ایک مرد کو اس بات پر کہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور لایا تمہارے پاس کھلی نشانیاں

مِنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَاِنۡ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیۡہِ کَذِبُہٗ ۚ وَاِنۡ یَّکُ

تمہارے رب کی اور اگر وہ جھوٹا ہوگا تو اُس پر پڑیگا اُس کا جھوٹ اور اگر وہ

صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَہۡدِیۡ

سچا ہوگا تو تم پر پڑیگا کوئی نہ کوئی وعدہ جو تم سے کرتا ہے ف٥ بیشک اللہ راہ نہیں دیتا

مَنۡ ہُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ ﴿٢٨﴾ یٰقَوۡمِ لَکُمُ الۡمُلۡکُ الۡیَوۡمَ ظٰہِرِیۡنَ

اُس کو جو ہو بے لحاظ جھوٹا ف٦ اے میری قوم آج تمہارا راج ہے چڑھ رہے ہو

فِی الۡاَرۡضِ ۫ فَمَنۡ یَّنۡصُرُنَا مِنۡۢ بَاۡسِ اللّٰہِ اِنۡ جَآءَنَا ؕ قَالَ

ملک میں پھر کون مدد کریگا ہماری اللہ کی آفت سے اگر آگئی ہم پر ف٧ بولا

فِرۡعَوۡنُ مَاۤ اُرِیۡکُمۡ اِلَّا مَاۤ اَرٰی وَمَاۤ اَہۡدِیۡکُمۡ اِلَّا سَبِیۡلَ

فرعون میں تو وہی بات سُجھاتا ہوں تم کو جو سوجھی مجھ کو اور وہی راہ بتلاتا ہوں جس میں

الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ الَّذِیۡۤ اٰمَنَ یٰقَوۡمِ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ

بھلائی ہے ف٨ اور کہا اُس نے ایماندار نے اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ آئے تم پر

ف١ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "فرعون نے کہا مجھ کو چھوڑو۔ شاید اُس کے ارکان سلطنت مار ڈالنے کا مشورہ نہ دیتے ہونگے۔ کیونکہ معجزہ دیکھ کر ڈر گئے تھے، کہیں اُس کا رب بدلہ نہ لے"۔ فرعون خود بھی دل میں ڈرا ہوا اور سہا ہوا تھا لیکن لوگوں پر اپنی قوت و شجاعت کا اظہار کرنے کے لئے انتہا درجہ کی شقاوت اور بیحیائی سے ایسا کہہ رہا تھا۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ اُس کو قتل سے کوئی چیز مانع نہیں۔ اور اُس کے ارادہ کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔ ف٢ یعنی اسے زندہ چھوڑ دیا گیا تو دینی اور دنیوی دونوں طرح کے نقصان کا اندیشہ ہے ممکن ہے یہ اپنے وعظ وتلقین سے تمہارے مذہبی طور وطریق کو جو پہلے سے چلا آتا ہے بگاڑ ڈالے یا سازش وغیرہ کا جال پھیلا کر ملک میں بدامنی پھیلا دے جس کا انجام یہ ہو کہ تمہاری (یعنی قبطیوں کی) حکومت کا خاتمہ ہو کر ملک بنی اسرائیل کے ہاتھ میں چلا جائے۔

ف٣ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جب اُن کے مشوروں کی خبر پہنچی تو اپنی قوم سے فرمایا کہ مجھے ان دھمکیوں کی مطلق پروا نہیں۔ فرعون اکیلا تو کیا، ساری دنیا کے متکبرین وجبارین جمع ہو جائیں تب بھی میرا اور تمہارا پروردگار اُن کے شر سے بچانے کے لئے کافی ہے۔ میں اپنے کو تنہا اُسی کی پناہ میں دے چکا ہوں۔ وہ ہی میرا حامی ومددگار ہے کما قال تعالیٰ "لَا تَخَافَاۤ اِنَّنِیۡ مَعَکُمَاۤ اَسۡمَعُ وَاَرٰی" (طٰہٰ۔ رکوع ٢) بھلا اُس کی حمایت وامداد کے بعد کسی مغرور انسان کا کیا ڈر۔

ف٤ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "جس کو حساب کا یقین ہو وہ ظلم کاہے کو کرے گا"۔

ف٥ یعنی ایک مرد مومن جس نے فرعون اور اُس کی قوم سے اپنا ایمان ابھی تک مخفی رکھا تھا ذَرُوۡنِیۡۤ اَقۡتُلۡ مُوۡسٰی کے جواب میں بول اُٹھا کیا تم ایک شخص کا ناحق خون کرنا چاہتے ہو اس بات پر کہ وہ صرف ایک اللہ کو اپنا رب کیوں کہتا ہے۔ حالانکہ وہ اپنے دعوے کی صداقت کے کھلے کھلے نشان تم کو دکھلا چکا۔ اور اُسکے قتل کی تم کو کچھ ضرورت بھی نہیں۔ بلکہ ممکن ہے تمہارے لئے مضر ہو۔ فرض کرو اگر وہ اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہوا تو اتنے بڑے جھوٹ پر ضرور اللہ اُس کو ہلاک یا رسوا کر کے چھوڑیگا۔ خدا کی عادت نہیں کہ وہ ایسے کاذب کو برابر پھولنے پھلنے دے۔ دنیا کو التباس سے بچانے کے لئے یقیناً ایک روز اُس کی قلعی کھول دی جائیگی۔ ایسے حالات بروئے کار آئینگے کہ دنیا علانیہ اُسکی رسوائی وناکامی اور کذب ودروغ کا تماشہ دیکھ لیگی۔ اور تم کو خواہی نخواہی اُسکے خون میں ہاتھ رنگنے کی ضرورت نہ رہے گی اور اگر واقع میں وہ سچائی پر ہے تو دنیا وآخرت کے جس عذاب سے وہ اپنے مکذبین کو ڈراتا ہے یقیناً اُس کا کچھ نہ کچھ حصہ تم کو ضرور پہنچ کر رہیگا۔ لہٰذا پہلی شق پر اُس کے قتل میں جلدی کرنے کی ضرورت نہیں اور دوسری شق پر اس کا قتل کرنا سراسر موجب نقصان وخسران ہے حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی اگر جھوٹا ہے تو جس پر جھوٹ بولتا ہے وہ ہی سزا دے رہیگا۔ اور شاید سچا ہو تو اپنی فکر کرو"۔ (تنبیہ) یہ تقریر اُس صورت میں ہے جب کسی مفتری کا کذب صریحاً ظاہر نہ ہوا ہو۔ اور اگر مدعیٔ نبوت کا کذب وافترا دلائل وبراہین سے روشن ہو جائے تو بلاشبہ واجب القتل ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ پیغمبر عربی صلعم کا خاتم النبیین ہونا دلائل قطعیہ سے ثابت ہو چکا، اگر کوئی شخص مدعیٔ نبوت بن کر کھڑا ہوگا تو چونکہ اسکا یہ دعویٰ ایک قطعی الثبوت عقیدہ کی تکذیب کرتا ہے۔ لہٰذا اُس کے متعلق کسی قسم کے تأمل وتردد اور امہال وانتظار کی گنجائش نہ ہوگی۔

ف٦ یعنی موسیٰ اگر بالفرض جھوٹا ہوتا تو ہرگز اُس کا اللہ راہ نہ دیتا کہ وہ برابر ایسے ایسے معجزات دکھاتا رہے اور کامیابی میں ترقی کرتا چلا جائے۔ اور اگر تم جھوٹے ہو کر ایک سچے کو جھوٹا بتلاتے ہو تو انجام کار اللہ تعالیٰ تم کو ذلیل وناکام کریگا۔

ف٧ یعنی اپنے سامانوں اور لشکروں پر مغرور مت بنو۔ آج تمہاری یہ شان وشکوہ ہے لیکن کل اگر خدا کے عذاب نے آگھیرا تو کوئی بچانے والا نہ ملیگا۔ یہ سب ساز وسامان یوں ہی رکھے رہ جائینگے۔

ف٨ یعنی تمہاری تقریر سے میرے خیالات تبدیل نہیں ہوئے۔ جو کچھ میرے نزدیک مصلحت ہے وہ ہی تم کو سمجھا رہا ہوں۔ میرے خیال میں بہتری کا راستہ یہی ہے کہ اس شخص کا قصہ پہلے ہی قدم پر ختم کر دیا جائے۔

مِّثۡلَ يَوۡمِ الۡاَحۡزَابِ ﴿٣٠﴾ مِثۡلَ دَاۡبِ قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ
دن اگلے فرقوں کا سا جیسے حال ہوا قوم نوح کا اور عاد اور ثمود کا

وَالَّذِيۡنَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيۡدُ ظُلۡمًا لِّلۡعِبَادِ ﴿٣١﴾
اور جو لوگ اُن کے پیچھے ہوئے اور اللہ بے انصافی نہیں چاہتا بندوں پر ف۱

وَيٰقَوۡمِ اِنِّىۡۤ اَخَافُ عَلَيۡكُمۡ يَوۡمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ يَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ
اور اے قوم میری میں ڈرتا ہوں کہ تم پر آئے دن ہانک پکار کا ف۲ جس دن بھاگو گے

مُدۡبِرِيۡنَ ۚ مَا لَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ
پیٹھ پھیر کر ف۳ کوئی نہیں تم کو اللہ سے بچانے والا اور جس کو غلطی میں ڈالے

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿٣٣﴾ وَلَقَدۡ جَآءَكُمۡ يُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ
اللہ تو کوئی نہیں اُس کو سمجھانے والا ف۴ اور تمہارے پاس آچکا ہے یوسف اس سے پہلے

بِالۡبَيِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِىۡ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمۡ بِهٖ ؕ حَتّٰۤى اِذَا هَلَكَ
کھلی باتیں لے کر پھر تم رہے دھوکے ہی میں اُن چیزوں سے جو وہ تمہارے پاس لیکر آیا یہاں تک کہ جب مر گیا

قُلۡتُمۡ لَنۡ يَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ
لگے کہنے ہرگز نہ بھیجے گا اللہ اُس کے بعد کوئی رسول ف۵ اسی طرح بھٹکاتا ہے

اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُ ۚۖ ﴿٣٤﴾ اۨلَّذِيۡنَ يُجَادِلُوۡنَ فِىۡۤ اٰيٰتِ
اللہ اُس کو جو ہو بیباک شک کرنیوالا وہ جو کہ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں

اللّٰهِ بِغَيۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰٮهُمۡ ؕ كَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ الَّذِيۡنَ
میں بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو اُن کو بڑی بیزاری ہے ف۶ اللہ کے یہاں اور ایمانداروں کے

اٰمَنُوۡا ؕ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلۡبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿٣٥﴾ وَ
یہاں ف۷ اسی طرح مُہر کر دیتا ہے اللہ ہر دل پر غرور والے سرکش کے اور

قَالَ فِرۡعَوۡنُ يٰهَامٰنُ ابۡنِ لِىۡ صَرۡحًا لَّعَلِّىۡۤ اَبۡلُغُ الۡاَسۡبَابَ ﴿٣٦﴾
بولا فرعون کہ اے ہامان بنا میرے واسطے ایک اونچا محل شاید میں جا پہنچوں رستوں میں

ف۱ یعنی اگر تم اسی طرح تکذیب و عداوت پر جمے رہے تو سخت اندیشہ ہے کہ تم کو بھی کہیں وہ ہی دن دیکھنا نہ پڑے جو پہلی قومیں اپنے انبیاء کا مقابلہ کر کے دیکھ چکی ہیں۔ یاد رکھو اللہ کے ہاں بے انصافی نہیں۔ اگر ایسے سخت جرائم پر تم کو یا دوسری قوموں کو اُس نے تباہ کیا تو وہ عین عدل و انصاف کے تقاضہ سے ہوگا۔ کونسی حکومت ہے جو اپنے سفراء کو قتل اور رسوا ہوتے دیکھتی رہے۔ اور قاتلین و معاندین سے انتقام نہ لے۔

ف۲ عموماً مفسرین "یَوۡمَ التَّنَادِ" (ہانک پکار کے دن) سے قیامت کا دن مراد لیتے ہیں جبکہ محشر میں جمع ہونے اور حساب دینے کے لئے سب کی پکار ہو گی۔ اور اہل جنت اہل نار اور اہل اعراف ایک دوسرے کو پکاریں گے اور آخر میں ندا آئے گی "یَا اَهۡلَ الۡجَنَّةِ خُلُوۡدٌ لَا مَوۡتَ وَیَا اَهۡلَ النَّارِ خُلُوۡدٌ لَا مَوۡتَ" کما ورد فی الحدیث۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ نے "یَوۡمَ التَّنَادِ" سے وہ دن مراد لیا ہے جس میں فرعونیوں پر عذاب آیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں "ہانک پکار کا دن اُن پر آیا۔ جس دن بحر قلزم میں غرق ہوئے۔ اُس وقت ڈوبتے ہوئے ایک دوسرے کو پکارنے لگا۔ (شاید) یہ اُس مرد مومن کو کشف سے معلوم ہوا ہوگا یا قیاس سے کہ ہر قوم پر عذاب اسی طرح آتا ہے۔"

ف۳ یعنی محشر سے پیٹھ پھیر کر دوزخ کی طرف بھگائے جاؤ گے یا نزول عذاب کے وقت اُس سے بھاگنے کی ناکام کوشش کرو گے۔

ف۴ یعنی میں تم کو سب نشیب و فراز پوری طرح سمجھا چکا۔ اس پر بھی تم نہ مانو تو سمجھ لو کہ تمہاری عناد و کجروی کی شامت سے اللہ تعالیٰ نے ارادہ ہی کر لیا ہے کہ تم کو تمہاری پسند کردہ غلطی اور گمراہی میں پڑا رہنے دے پھر ایسے شخص کے سمجھنے کی کیا توقع ہو سکتی ہے۔

ف۵ یعنی چلو قصّہ ختم ہوا۔ نہ یہ رسول تھا نہ اب اس کے بعد کوئی رسول آنے والا ہے۔ گویا سرے سے سلسلۂ رسالت ہی کا انکار ہوا۔ لیکن حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "حضرت یوسفؑ کی زندگی میں مصر والے اُن کی نبوت کے قائل نہ ہوئے۔ اُن کی موت کے بعد جب مصر کی سلطنت کا بندوبست بگڑا تو کہنے لگے یوسف کا قدم اس شہر پر کیا مبارک تھا۔ ایسا نبی (آئندہ) کوئی نہ آئیگا۔ یا وہ انکار یا یہ اقرار۔ یہ ہی اسراف اور زیادہ گوئی ہے۔" مرد مومن کی غرض یہ تھی کہ نعمت کی قدر زوال کے بعد ہوتی ہے۔ فی الحال تم کو موسیٰ کی قدر نہیں۔

ف۶ یعنی بدون حجت عقلیہ و نقلیہ کے اللہ کی باتوں میں جھگڑے ڈالتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر زیادتی اور بیباکی کیا ہو گی۔ اسی لئے اللہ اور اس کے ایماندار بندے ان لوگوں سے سخت بیزار ہیں جو سبب ہے اِن کے انتہائی ملعون ہونے کا۔

ف۷ جو لوگ حق کے سامنے غرور سے گردن نہ جھکائیں اور پیغمبروں کے ارشادات سُن کر سر نیچا نہ کریں آخر کار اُن کے دلوں پر اللہ تعالیٰ اسی طرح مُہر کر دیتا ہے کہ پھر قبولِ حق اور نفوذِ خیر کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔

ف۱ یہ اُس ملعون کی انتہائی بے شرمی اور بے باکی تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے شاید اللہ تعالیٰ کی صفت عُلُو وغیرہ کو سُن کر یہ قرار دیا ہوگا کہ موسیٰ کا خدا آسمان پر رہتا ہے۔ اُسی پر یہ استہزاء و تمسخر شروع کر دیا۔ سچ ہے چیونٹی کی موت آتی ہے تو پَر لگ جاتے ہیں۔ سورۂ "قصص" میں اِس مقام کی تقریر گذر چکی۔

ف۲ یعنی دعوئے رسالت میں بھی اور اس دعوے میں بھی کہ سارے جہان کا کوئی اور معبود ہے۔ مجھے تو اپنے سوا دوسرا نظر نہیں آتا۔ کما قال مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ (قصص۔ رکوع ۴)

ف۳ بُرے کام کرتے کرتے آدمی کی یوں ہی عقل ماری جاتی ہے اور ایسی ہی مضحکہ خیز حرکتیں کرنے لگتا ہے جس کے بعد راہ پر آنے کی کوئی صورت نہیں رہتی۔ یہ ہی حال فرعون کا ہوا۔

ف۴ یعنی فرعون کے جس قدر داؤ پیچ اور منصوبے یا مشورے تھے سب بے حقیقت تھے۔ خود اپنی ہی تباہی کے لئے۔ موسیٰ کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکا۔

ف۵ چونکہ فرعون نے کہا تھا "وَمَا اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ"۔ اُس کے جواب میں مردِ مومن نے کہا کہ "سبیل الرشاد" (بھلائی اور بہتری کا راستہ) وہ نہیں جو فرعون تجویز کرتا ہے۔ بلکہ تم میرے پیچھے چلے آؤ تا بہتری کے راستہ پر چلنا نصیب ہو۔

ف۶ یعنی فانی و زائل زندگی اور چند روزہ عیش و بہار میں پڑ کر آخرت کو نہ بھولو۔ دنیا کی زندگی بہرحال بھلی بُری طرح ختم ہونیوالی ہے۔ اُسکے بعد وہ زندگی شروع ہو گی جس کا کبھی خاتمہ نہیں۔ عاقل کا کام یہ ہے کہ یہاں رہتے ہوئے اُس کی درستی کی فکر کرے ورنہ ہمیشہ کی تکلیف میں مبتلا رہنا پڑیگا ؎ اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے
مَر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے

ف۷ یہ اُخروی زندگی کی تھوڑی سی تفصیل بتلادی کہ وہ کس طرح درست ہو سکتی ہے۔ معلوم ہوا کہ وہاں ایمان اور عمل صالح درکار ہیں۔ مال و متاع کو کوئی نہیں پوچھتا اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اللہ کی رحمت غضب پر غالب ہے۔ عقلمند کو چاہئے کہ موقع ہاتھ سے نہ دے۔

ف۸ یعنی میرا اور تمہارا معاملہ بھی عجیب ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم کو ایمان کے راستہ پر لگا کر خدا کے عذاب سے نجات دلاؤں۔ اور تمہاری کوشش یہ ہے کہ اپنے ساتھ مجھے بھی دوزخ کی آگ میں دھکیل دو۔ ایک طرف سے ایسی دشمنی اور دوسری جانب سے یہ خیر خواہی۔

ف۹ یعنی تمہاری کوشش کا حاصل تو یہ ہے کہ میں (معاذ اللہ) خدائے واحد کا انکار کر دوں۔ اُس کے پیغمبروں کو اور اُن کی باتوں کو نہ مانوں اور نادان جاہلوں کی طرح اُن چیزوں کو خدا ماننے لگوں جن کی الوہیت کسی دلیل اور علمی اصول سے ثابت نہیں۔ نہ مجھے خبر ہے کہ کیونکر ان چیزوں کو خدا بنا لیا گیا۔ بلکہ میں جانتا ہوں کہ اس کے خلاف پر دلائل قطعیہ قائم ہیں۔

اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ

رستوں میں آسمانوں کے پھر جھانک کر دیکھوں موسیٰ کے معبود کو ف۱ اور میری اٹکل میں تو وہ

كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُیِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ

جھوٹا ہے ف۲ اور اسی طرح بھلے دکھلا دیے فرعون کو اُس کے بُرے کام اور روک دیا گیا

السَّبِیْلِ ؕ وَمَا كَیْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِیْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾ وَقَالَ الَّذِیْۤ اٰمَنَ

سیدھی راہ سے ف۳ اور جو داؤ تھا فرعون کا سو تباہ ہونے کے واسطے ف۴ اور کہا اُسی ایماندار نے

یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾ یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ

اے قوم راہ چلو میری پہنچا دوں تم کو نیکی کی راہ پر ف۵ اے میری قوم یہ جو

الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ ؗ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾ مَنْ

زندگی ہے دنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر ف۶ جس نے

عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ

کی ہے بُرائی تو وہی بدلہ پائیگا اُس کی برابر اور جس نے کی ہے بھلائی

ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓىِٕكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ

مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہو سو وہ لوگ جائینگے بہشت میں روزی پائینگے

فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾ وَیٰقَوْمِ مَا لِیْۤ اَدْعُوْكُمْ اِلَى النَّجٰوةِ وَ

وہاں بے شمار ف۷ اور اے قوم مجھ کو کیا ہوا ہے بُلاتا ہوں تم کو نجات کی طرف اور

تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَى النَّارِ ﴿۴۱﴾ تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشْرِكَ بِهٖ

تم بُلاتے ہو مجھ کو آگ کی طرف ف۸ تم بُلاتے ہو مجھ کو کہ منکر ہو جاؤں اللہ سے اور شریک ٹھہراؤں

مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ ؗ وَّاَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَى الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾

اُس کا اُس کو جس کی مجھ کو خبر نہیں ف۹ اور میں بُلاتا ہوں تم کو اُس زبردست گناہ بخشنے والے کی طرف ف۱۰

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْۤ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا

آپ ہی ظاہر ہے کہ جس کی طرف تم مجھ کو بُلاتے ہو اُس کا بُلاوا کہیں نہیں دنیا میں

ف۱۰ یعنی میرا منشاء یہ ہے کہ کسی طرح تمہارا سر اُس خدائے واحد کی چوکھٹ پر جُھکا دوں جو نہایت زبردست بھی ہے اور بہت زیادہ خطاؤں کا معاف کرنیوالا بھی (مجرم کو پکڑے تو کوئی چھڑا نہ سکے اور معاف کرے تو کوئی روک نہ سکے) وہ ہی اس کا مستحق ہے کہ آدمی اُس کے آگے ڈر کر اور اُمید باندھ کر سرِ عبودیت جھکائے۔ یاد رکھو میں اُسی خدا کی پناہ میں آچکا ہوں جس کی طرف تمہیں بُلا رہا ہوں۔

ف۱ یعنی ماسوا خدا کے کوئی چیز ایسی نہیں جو دنیا یا آخرت میں ادنیٰ ترین نفع و ضرر کی مالک ہو پھر اُس کی بندگی اور غلامی کا بلاوا دینا جہل و حماقت نہیں تو اور کیا ہے ۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۔ (احقاف ۔ رکوع ۱) آخر ایسی عاجز اور بے بس چیزوں کی طرف آدمی کیا سمجھ کر دعوت دے ۔ اور تماشہ یہ ہے کہ ان میں بہت چیزیں وہ ہیں جو خود کبھی اپنی طرف دعوت نہیں دیتیں ۔ بلکہ دعوت دینے کی قدرت بھی نہیں رکھتیں ۔ ف۲ یعنی انجام کار ہر پھر کر اُسی خدائے واحد کی طرف جانا ہے ۔ وہاں پہنچ کر سب کو اپنی زیادتیوں کا نتیجہ معلوم ہو جائیگا ۔ بتلاؤ اس سے بڑھ کر زیادتی کیا ہوگی کہ عاجز مخلوق کو خالق کا درجہ دیدیا جائے ۔

وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ وَاَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَى اللّٰهِ وَاَنَّ الْمُسْرِفِيْنَ هُمْ

اور نہ آخرت میں ف۱ اور یہ کہ ہم کو پھر جانا ہے اللہ کے پاس اور یہ کہ زیادتی والے وہی ہیں

اَصْحٰبُ النَّارِ ۴۳ فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ ؕ وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْۤ

دوزخ کے لوگ ف۲ سو آگے یاد کرو گے جو میں کہتا ہوں تم کو ف۳ اور میں سونپتا ہوں اپنا کام

اِلَى اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۴۴ فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا

اللہ کو بیشک اللہ کی نگاہ میں ہیں سب بندے ف۴ پھر بچا لیا موسیٰ کو اللہ نے بُرے داؤ سے جو (ان) کرتے تھے

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۴۵ ۚ اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا

اور اُلٹ پڑا فرعون والوں پر بُری طرح کا عذاب ف۵ وہ آگ ہے کہ دکھلا دیتے ہیں اُن کو

غُدُوًّا وَّعَشِيًّا ۚ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۗ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ

صبح اور شام ف۶ اور جس دن قائم ہوگی قیامت حکم ہوگا داخل کرو فرعون والوں کو

اَشَدَّ الْعَذَابِ ۴۶ وَاِذْ يَتَحَآجُّوْنَ فِي النَّارِ فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا

سخت سے سخت عذاب میں اور جب آپس میں جھگڑینگے آگ کے اندر پھر کہینگے کمزور

لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا

غرور کرنے والوں کو ہم تھے تمہارے تابع پھر کچھ تم ہم پر سے اُٹھا لو گے

نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ۴۷ قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَاۤ

حصہ آگ کا ف۷ کہیں گے جو غرور کرتے تھے ہم سبھی پڑے ہوئے ہیں اسمیں

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ۴۸ وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ

بیشک اللہ فیصلہ کر چکا بندوں میں ف۸ اور کہیں گے جو لوگ پڑے ہیں آگ میں

لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ۴۹

دوزخ کے داروغوں کو مانگو اپنے رب سے کہ ہم پر ہلکا کر دے ایک دن تھوڑا عذاب ف۹

قَالُوْۤا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰى ؕ

وہ بولے کیا نہ آتے تھے تمہارے پاس تمہارے رسول کھلی نشانیاں لے کر کہیں گے کیوں نہیں

ف۳ یعنی آگے چل کر جب اپنی زیادتیوں کا مزہ چکھو گے، اس وقت میری نصیحت کو یاد کرو گے کہ ہاں ایک مردِ خدا جو ہم کو سمجھایا کرتا تھا وہ ٹھیک کہتا تھا۔ لیکن اُس وقت یاد کر کے پشیمان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

ف۴ یعنی میں خدا کی حجت تمام کر چکا۔ اور نصیحت کی بات سمجھا چکا۔ تم نہیں مانتے تو میرا تم سے کچھ مطلب نہیں۔ اب میں اپنے کو بالکلیہ خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ اُسی پر میرا بھروسہ ہے۔ تم اگر مجھے ستانا چاہو گے تو وہ ہی خدا میرا حامی و ناصر ہے۔ سب بندے اُس کی نگاہ میں ہیں۔ وہ میرا اور تمہارا دونوں کا معاملہ دیکھ رہا ہے کسی کی کوئی حرکت اُس پر پوشیدہ نہیں ایک مؤمن قانت کا کام یہ ہے کہ اپنی امکانی سعی کر چکنے کے بعد نتیجہ کو خدا کے سپرد کر دے۔

ف۵ یعنی حق و باطل کی اس کشمکش کا آخری نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ (اور اُن کے ہمراہیوں کو جن میں یہ مؤمن آلِ فرعون بھی تھا) فرعونیوں کے منصوبوں سے محفوظ رکھا کوئی داؤ اُن کا چلنے نہ دیا۔ بلکہ اُن کے داؤ پیچ خود اُن ہی پر اُلٹ پڑے۔ جس نے حق پرستوں کا تعاقب کیا مارا گیا اور قوم کی قوم کا بیڑا بحر قلزم میں غرق ہوا۔

ف۶ یعنی دوزخ کا ٹھکانا جس میں وہ قیامت کے دن داخل کئے جائیں گے۔ ہر صبح و شام اُن کو دکھلا دیا جاتا ہے تا نمونہ کے طور پر اس آنیوالے عذاب کا کچھ مزہ چکھتے رہیں۔ یہ عالمِ برزخ کا حال ہوا احادیث سے ثابت ہے کہ اسی طرح ہر کافر کے سامنے دوزخ کا اور ہر مومن کے سامنے جنت کا ٹھکانا روزانہ صبح و شام پیش کیا جاتا ہے۔ (تنبیہ) آیۂ ہذا سے صرف فرعونیوں کا عالمِ برزخ میں معذب ہونا ثابت ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور کو معلوم کرایا گیا کہ جملہ کفار بلکہ عصاۃِ مؤمنین بھی برزخ میں معذب ہوتے ہیں (اعاذنا اللہ منہ) کما ورد فی الاحادیث الصحیحۃ۔ اور بعض آثار سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس طرح جنتیوں میں سے شہداء کی روحیں "طیور خضر" کے "حواصل" میں داخل ہو کر جنت کی سیر کرتی ہیں، اسی طرح دوزخیوں میں سے فرعونیوں کی ارواح کو "طیور سود" کے "حواصل" میں داخل کر کے ہر صبح و شام دوزخ کی طرف بھیجا جاتا ہے (البتہ ارواح کا مع اُن کے اجساد کے جنت یا دوزخ میں اقامت پذیر ہونا یہ آخرت میں ہوگا) اگر یہ صحیح ہو تو فرعونیوں کے متعلق "اَلنَّارُ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَّعَشِيًّا" اور عام دوزخیوں کے متعلق حدیث عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهٗ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ کے الفاظ کا تفاوت شاید اسی بناء پر ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ف۷ یعنی دنیا میں ہم سے اپنی اطاعت اور اتباع کراتے رہے جس کی بدولت آج ہم پکڑے گئے۔ اب یہاں ہمارے کچھ تو کام آؤ۔ آخر بڑوں کو چھوٹوں کی تھوڑی بہت خبر لینی چاہیئے۔ دیکھتے نہیں ہم آج کس قدر مصیبت میں ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ اس مصیبت کا کوئی جزو ہم سے ہلکا کر دو۔

ف۸ یعنی جو دنیا میں بڑے بنتے تھے جواب دینگے کہ آج ہم اور تم سب اسی مصیبت میں مبتلا ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے ہر ایک کے جُرم کے موافق سزا کا فیصلہ سنا دیا ہے جو بالکل قطعی اور اٹل ہے۔ اب موقع نہیں رہا کہ کوئی کسی کے کام آئے ہم اپنی ہی مصیبت کو ہلکا نہیں کر سکتے پھر تمہارے کیا کام آ سکتے ہیں۔

ف۹ یعنی اپنے سرداروں کی طرف سے مایوس ہو کر اُن فرشتوں سے درخواست کرینگے جو دوزخ کے انتظام پر مُسلّط ہیں کہ تم ہی اپنے رب سے کہہ کر کوئی دن تعطیل کا کرا دو جس میں ہم پر سے عذاب کچھ ہلکا ہو جایا کرے۔

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾ اِنَّا

بولے پھر پکارو اور کچھ نہیں کافروں کا پکارنا مگر بھٹکنا ف۱ ہم

لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ

مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی دنیا کی زندگانی میں ف۲ اور جب کھڑے ہونگے

الْاَشْهَادُ ﴿۵۱﴾ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَلَهُمُ اللَّعْنَةُ

گواہ ف۳ جس دن کام نہ آئیں منکروں کو اُن کے بہانے اور اُن کو پھٹکار ہے

وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَاَوْرَثْنَا

اور اُنکے واسطے بُرا گھر ف۴ اور ہم نے دی موسیٰ کو راہ کی سُوجھ اور وارث کیا

بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾

بنی اسرائیل کو کتاب کا سجھانے اور سمجھانے والی عقلمندوں کو ف۵

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ

سو تو ٹھہرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے اور بخشوا اپنا گناہ اور پاکی بول

رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ

اپنے رب کی خوبیاں شام کو اور صبح کو ف۶ جو لوگ جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں

بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ

بغیر کسی سند کے جو پہنچی ہو اُن کو اور کوئی بات نہیں اُنکے دلوں میں غرور ہے کبھی نہ پہنچینگے اُس تک ف۷

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾ لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ

سو تو پناہ مانگ اللہ کی بیشک وہ سُنتا دیکھتا ہے ف۸ البتہ پیدا کرنا آسمانوں کا اور

الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ

زمین کا بڑا ہے لوگوں کے بنانے سے لیکن بہت لوگ

لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

نہیں سمجھتے ف۹ اور برابر نہیں اندھا اور آنکھوں والا اور نہ ایمان دار

ف۱ یعنی اُس وقت اُن کی بات نہ مانی اور انجام کی فکر نہ کی جو کچھ کام چلتا۔ اب موقع ہاتھ سے نکل چکا۔ کوئی سعی سفارش یا خوشامد درآمد کام نہیں دے سکتی۔ پڑے چیختے چلاتے رہو۔ نہ ہم ایسے معاملات میں سفارش کر سکتے ہیں، نہ تمہاری چیخ پکار سے کوئی فائدہ ہے۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں "دوزخ کے فرشتے کہیں گے سفارش کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہم تو عذاب دینے پر مقرر ہیں۔ سفارش کام ہے رسُولوں کا، سو رسُولوں سے تم برخلاف ہی تھے۔" (تنبیہ) آیۂ ہٰذا سے معلوم ہوا کہ آخرت میں کافروں کی دعا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔ باقی دنیا میں کافر کے مانگنے پر اللہ تعالیٰ کوئی چیز دیدیں وہ دوسری بات ہے جیسے ابلیس کو قیامت تک کی مہلت دیدی۔ ف۲ یعنی دنیا میں اُن کا بول بالا کرتا ہے جس مقصد کے لئے وہ کھڑے ہوتے ہیں اللہ کی مدد سے اُس میں کامیابی ہوتی ہے۔ حق پرستوں کی قربانیاں کبھی ضائع نہیں جاتیں۔ درمیان میں کتنے ہی اتار چڑھاؤ ہوں اور کیسے ہی امتحانات پیش آئیں مگر آخر اُن کا مشن کامیاب ہو کر رہتا ہے۔ علمی حیثیت سے حُجت و برہان میں تو وہ ہمیشہ ہی منصور رہتے ہیں۔ لیکن مادّی فتح اور ظاہری عزت و رفعت بھی آخر کار اُن ہی کو حاصل ہوتی ہے۔ سچائی کے دشمن کبھی معزز نہیں رہ سکتے۔ اُن کا عُلو اور عروج محض ہنڈیا کا جھاگ اور سوڈے کا اُبال ہوتا ہے۔ انجام کار مؤمنین قانتین کے مقابلہ میں اُن کو پست اور ذلیل ہونا پڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اُن سے اپنے اولیاء کا انتقام لیے بدون نہیں چھوڑتا۔ لیکن واضح رہے کہ آیت میں جن مؤمنین کے لئے وعدہ کیا گیا ہے شرط یہ ہے کہ وہ حقیقی مؤمن اور رسُولوں کے متبع ہوں۔ کما قال تعالےٰ وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (آل عمران۔ رکوع ۱۴) مؤمنین کی خصلتیں قرآن میں جابجا مذکور ہیں۔ چاہیئے کہ مسلمان اُس کسوٹی پر اپنے کو کس کر دیکھ لیں۔

ف۳ یعنی میدان حشر میں جبکہ اولین و آخرین جمع ہونگے حق تعالیٰ اپنے فضل سے علیٰ رؤس الاشہاد اُنکی سربلندی اور عزت و رفعت کو ظاہر فرمائیگا۔ دنیا میں تو کچھ شبہ بھی رہ سکتا ہے اور التباس ہو جاتا ہے وہاں ذرا بھی ابہام و التباس باقی نہ رہیگا۔

ف۴ یعنی اُنکی کوئی مدد اور دستگیری نہ ہوگی۔ یہ مقبولین کے بالمقابل مطرودین کا انجام بیان فرما دیا۔

ف۵ یعنی دنیا ہی میں دیکھ لو کہ فرعون اور اُس کی قوم کو باوجود اس قدر طاقت و جبروت کے حق کی دشمنی نے کس طرح ہلاک و برباد کر کے چھوڑا۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی برکت و رہنمائی سے بنی اسرائیل کی مظلوم اور کمزور قوم کو کس طرح اُبھارا اور اس عظیم الشان کتاب (تورات) کا وارث بنایا۔ جو دنیا کے عقلمندوں کے لئے شمع ہدایت کا کام دیتی تھی۔

ف۶ یعنی آپ بھی تسلی رکھیے، جو وعدہ آپ کے ساتھ ہے ضرور پورا ہو کر رہیگا۔ خداوند قدوس دارین میں آپ کو اور آپکے طفیل میں آپ کے متبعین کو سربلند رکھے گا۔ ضرورت اس کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے ہر قسم کے شدائد و نوائب پر صبر کریں۔ اور جن سے جس درجہ کی تقصیر کا امکان ہو اُس کی معافی خدا سے چاہتے رہیں اور ہمیشہ رات دن صبح و شام اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید کا قولاً و فعلاً ورد رکھیں۔ ظاہر و باطن میں اُس کی یاد سے غافل نہ ہوں۔ پھر اللہ کی مدد یقینی ہے۔ یہ حضور کو مخاطب بنا کر ساری اُمّت کو سُنایا۔ حضرت شاہ صاحب رح لکھتے ہیں کہ "حضرت رسُول اللہ صلعم دن میں سَو سَو بار استغفار کرتے۔ ہر بندے کی تقصیر اُسکے درجہ کے موافق ہے اس لئے ہر کسی کو استغفار ضرور ہے۔"

ف۷ یعنی جو لوگ اللہ کی دلائل توحید اور کتب سماویہ اور اُسکے پیغمبروں کے معجزات و ہدایات میں خواہ مخواہ جھگڑتے اور بے سند باتیں نکال کر حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں اُن کے ہاتھ میں کچھ حجت و دلیل نہیں۔ نہ فی الواقع اِن کھلی ہوئی چیزوں میں شک و شبہ کا موقع ہے۔ صرف شیخی اور غرور مانع ہے کہ حق کے سامنے گردن جُھکائیں اور پیغمبر کا اتباع کریں۔ وہ اپنے کو بہت اُونچا کھینچتے ہیں۔ چاہتے یہ ہیں کہ پیغمبر سے اُوپر ہو کر رہیں۔ یا کم از کم اُس کے سامنے جُھکنا نہ پڑے لیکن یاد رکھیں کہ وہ اس مقصد کو کبھی نہیں پہنچ سکتے۔ پیغمبر کے سامنے سرِ اطاعت جُھکانا پڑیگا۔ ورنہ سخت ذلیل و رسوا ہونگے۔ ف۸ یعنی اللہ کی پناہ مانگ کہ وہ ان مجادلین کے خیالات سے بچائے اور اُن کے شر سے محفوظ رکھے۔ آگے بعض مسائل کی تحقیق ہے جن میں وہ لوگ جھگڑتے تھے مثلاً بعث بعد الموت (موت کے بعد دوبارہ اُٹھایا جانا) کہ اس کو وہ محال سمجھتے تھے یا توحید باری جس کا انکار کرتے تھے۔ ف۹ یعنی بظاہر مادّی حیثیت سے آسمان و زمین کی عظمت و جسامت کے سامنے انسان کی کیا حقیقت ہے لیکن مشرکین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا وہی خداوند قدوس ہے۔ پھر جس نے اتنی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا اُسے آدمیوں کا پہلی بار یا دوسری بار پیدا کر دینا کیا مشکل ہوگا تعجب ہے کہ ایسی موٹی بات کو بہت لوگ نہیں سمجھتے۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ اِنَّ

جو بھلے کام کرتے ہیں اور نہ بدکار تم بہت کم سوچ کرتے ہو ف١ تحقیق

السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

قیامت آنی ہے اس میں دھوکا نہیں ولیکن بہت لوگ نہیں مانتے

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

اور کہتا ہے تمہارا رب مجھ کو پکارو کہ پہنچوں تمہاری پکار کو ف٢ بیشک جو لوگ تکبر کرتے ہیں

عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ

میری بندگی سے اب داخل ہونگے دوزخ میں ذلیل ہو کر ف٣ اللہ ہے جس نے

جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ

بنایا تمہارے واسطے رات کو کہ اس میں چین پکڑو اور دن بنایا دیکھنے کا ف٤ اللہ تو

لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾

فضل والا ہے لوگوں پر اور لیکن بہت لوگ حق نہیں مانتے ف٥

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۡ فَاَنّٰى

وہ اللہ ہے رب تمہارا ہر چیز بنانے والا کسی کی بندگی نہیں اسکے سوائے پھر کہاں سے

تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ

پھرے جاتے ہو ف٦ اسی طرح پھرے جاتے ہیں جو لوگ کہ اللہ کی باتوں سے

يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَاۗءَ

منکر ہوتے رہتے ہیں اللہ ہے جس نے بنایا تمہارے لئے زمین کو ٹھہرنے کی جگہ اور آسمان کو

بِنَاۗءً وَّصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۭ

عمارت ف٧ اور صورت بنائی تمہاری، تو اچھی بنائیں صورتیں تمہاری اور روزی دی تم کو ستھری چیزوں سے

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ښ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾ هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ

وہ اللہ ہے رب تمہارا سو بڑی برکت ہے اللہ کی جو رب ہے سارے جہان کا ف٨ وہ ہے زندہ رہنے والا ف٩ کسی کی

ع ٦ / ١٠

وقف لازم

ف١ یعنی ایک اندھا جسے حق کا سیدھا راستہ نہیں سوجھتا، اور ایک آنکھوں والا جو نہایت بصیرت کے ساتھ صراطِ مستقیم کو دیکھتا اور سمجھتا ہے، کیا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا ایک نیکو کار مومن اور کافر بدکار کا انجام یکساں ہو سکتا ہے؟ اگر ایسا نہیں تو ضرور ایک دن چاہیئے جب اُن کا باہمی فرق کھلے۔ اور دونوں کے علم و عمل کے ثمرات اپنی اکمل ترین صورت میں ظاہر ہوں۔ مگر افسوس کہ تم اتنا بھی نہیں سوچتے۔

ف٢ یعنی میری ہی بندگی کرو کہ اُس کی جزاء دونگا اور مجھ ہی سے مانگو کہ تمہارا مانگنا خالی نہ جائیگا۔

ف٣ بندگی کی شرط ہے اپنے رب سے مانگنا۔ نہ مانگنا غرور ہے۔ اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ بندوں کی پکار کو پہنچتا ہے۔ یہ بات تو بیشک برحق ہے، مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہر بندے کی ہر دعا قبول کیا کرے یعنی جو مانگے وہ ہی چیز دیدے۔ نہیں اُسکی اجابت کے بہت سے رنگ ہیں جو احادیث میں بیان کر دیے گئے ہیں۔ کوئی چیز دینا اُسکی مشیت پر موقوف اور حکمت کے تابع ہے۔ کما قال فی موضع آخر "فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَاۗءَ" (انعام۔ رکوع ٤) بہرحال بندہ کا کام ہے مانگنا اور یہ مانگنا خود ایک عبادت بلکہ مغزِ عبادت ہے۔

ف٤ رات کی ٹھنڈ اور تاریکی میں عموماً لوگ سوتے اور آرام کرتے ہیں۔ جب دن ہوتا ہے تو تازہ دم ہو کر اُس کے اُجالے میں اپنے کاروبار میں مشغول ہو جاتے ہیں اُس وقت دیکھنے بھالنے اور چلنے پھرنے کے لئے مصنوعی روشنیوں کی چنداں ضرورت نہیں پڑتی۔

ف٥ یعنی منعم حقیقی کی حق شناسی یہ تھی کہ قول و فعل اور جان و دل سے اُس کا شکر ادا کرتے۔ بہت سے لوگ شکر کے بجائے شرک کرتے ہیں۔

ف٦ یعنی رات دن کی سب نعمتیں اُس کی طرف سے مانتے ہو، تو بندگی بھی صرف اُسی کی ہونی چاہیئے۔ اس مقام پر پہنچ کر تم کہاں بھٹک جاتے ہو کہ مالک حقیقی تو کوئی ہو اور بندگی کسی کی کی جائے۔

ف٧ یعنی قبہ کی طرح بنایا۔

ف٨ سب جانوروں سے انسان کی صورت بہتر اور سب کی روزی سے اُس کی روزی ستھری ہے۔

ف٩ جس پر کسی حیثیت سے کبھی فنا اور موت طاری نہیں ہوئی نہ ہو سکتی ہے۔ اور ظاہر ہے جب اس کی حیات ذاتی ہوئی، تو تمام لوازمِ حیات بھی ذاتی ہونگے۔

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۵

بندگی نہیں اُسکے سوائے ہو اُس کو پکارو خالص کر کر، اُسکی بندگی سب خوبی اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا ف۱

قُلْ اِنِّیْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ

تو کہہ مجھ کو منع کر دیا کہ پوجوں اُن کو جن کو تم پکارتے ہو سوائے اللہ کے

لَمَّا جَآءَنِیَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّیْ ؗ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ

جب پہنچ چکیں میرے پاس کُھلی نشانیاں میرے رب سے اور مجھ کو حکم ہوا کہ تابع رہوں جہان کے

الْعٰلَمِيْنَ ۝۶۶ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ

پروردگار کا ف۲ وہی ہے جس نے بنایا تم کو خاک سے ف۳ پھر پانی کی بوند سے

ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ

پھر خون جمے ہوئے سے ف۴ پھر تم کو نکالتا ہے بچہ پھر (رہ) جب تک کہ پہنچو اپنے پورے زور کو پھر

لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْۤا

جب تک کہ ہو جاؤ بوڑھے اور کوئی تم میں ایسا ہے کہ مر جاتا ہے پہلے اس سے اور (رہ) جب تک کہ پہنچو

اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۶۷ هُوَ الَّذِیْ يُحْیٖ وَيُمِيْتُ ۚ

لکھے وعدے کو ف۵ اور تاکہ تم سوچو ف۶ وہی ہے جو جِلاتا ہے اور مارتا ہے

فَاِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۶۸ ع اَلَمْ تَرَ اِلَى

پھر جب حکم کرے کسی کام کو تو یہی کہے اُس کو کہ ہو جا وہ ہو جاتا ہے ف۷ تو نے نہ دیکھا

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ۝۶۹ ۛ الَّذِيْنَ

اُن کو جو جھگڑتے ہیں اللہ کی باتوں میں کہاں سے پھیرے جاتے ہیں وہ لوگ

كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَاۤ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ۛ فَسَوْفَ

کہ جنہوں نے جھٹلایا اس کتاب کو اور اُس کو کہ بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ سو آخر

يَعْلَمُوْنَ ۝۷۰ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ۝۷۱

جان لینگے ف۸ جب طوق پڑیں اُن کی گردنوں میں اور زنجیریں بھی ف۹ گھسیٹے جائیں

ف۱ کمالات اور خوبیاں سب وجود حیات کے تابع ہیں۔ جو حیّ علی الاطلاق ہے وہ ہی عبادت کا مستحق اور تمام کمالات اور خوبیوں کا مالک ہوگا۔ اسی لئے ھُوَ الْحَیُّ کے بعد "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ" فرمایا جیسا کہ پہلی آیت میں نعمتوں کا ذکر کر کے "فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" فرمایا تھا۔ بعض سلف سے منقول ہے کہ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہنا چاہیئے۔ اُس کا ماخذ یہ ہی آیت ہے۔

ف۲ یعنی کھلے کھلے نشانات دیکھنے کے بعد کیا حق ہے کہ کوئی آدمی خدائے واحد کے سامنے سرِ عبودیت نہ جھکائے اور خالص اُسی کا تابع فرمان نہ ہو۔

ف۳ یعنی تمہارے باپ آدم کو، یا تم کو، اس طرح کہ نطفہ جس غذا کا خلاصہ ہے وہ خاک سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

ف۴ یعنی بنی آدم کی اصل ایک پانی کی بوند (قطرہ منی) ہے جو آگے چل کر جما ہوا خون بنا دیا گیا۔

ف۵ یعنی بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے اور بعض آدمی جوانی یا بڑھاپے سے پہلے ہی گذر جاتے ہیں۔ بہرحال سب کو ایک معین میعاد اور لکھے ہوئے وعدے تک پہنچنا ہے۔ موت اور حشر سے کوئی مستثنیٰ نہیں
ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید ز جامِ دہر مئے کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

ف۶ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یعنی سوچو اتنے احوال (اور دَور) تم پر گذرے ممکن ہے ایک حال اور بھی گذرے۔ وہ مر کر جینا ہے۔ آخر اُسے کیوں محال سمجھتے ہو۔

ف۷ یعنی اُس کی قدرتِ کاملہ اور شانِ کُنْ فَيَكُوْن کے سامنے یہ کیا مشکل ہے کہ موت کے بعد تمہیں دوبارہ زندہ کر دے۔

ف۸ کہ اس تکذیب کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

ف۹ زنجیر کا ایک سرا طوق میں اٹکا ہوا اور دوسرا فرشتوں کے ہاتھ میں ہوگا۔ اس طرح مجرموں اور قیدیوں کی مانند لائے جائینگے۔

فِي الْحَمِيمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُونَ ﴿٧٢﴾ ثُمَّ قِيلَ لَهُمْ أَيْنَ مَا
جلتے پانی میں پھر آگ میں اُن کو جھونک دیں ف۱ پھر اُنکو کہیں کہاں گئے
كُنتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٧٣﴾ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا بَل لَّمْ
جن کو تم شریک بتلایا کرتے تھے اللہ کے سوائے ف۲ بولیں وہ ہم سے چوک گئے ف۳ کوئی نہیں
نَكُن نَّدْعُو مِن قَبْلُ شَيْئًا ۚ كَذَٰلِكَ يُضِلُّ اللَّهُ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾
ہم تو پکارتے نہ تھے پہلے کسی چیز کو ف۴ اسی طرح بچلاتا ہے اللہ منکروں کو ف۵
ذَٰلِكُم بِمَا كُنتُمْ تَفْرَحُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنتُمْ
یہ بدلہ اُس کا جو تم اتراتے پھرتے تھے زمین میں ناحق اور اُس کا جو تم
تَمْرَحُونَ ﴿٧٥﴾ ادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا ۖ فَبِئْسَ
اکڑتے تھے ف۶ داخل ہو جاؤ دروازوں میں دوزخ کے ف۷ سدا رہنے کو اُس میں سو کیا بُرا
مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ ﴿٧٦﴾ فَاصْبِرْ إِنَّ وَعْدَ اللَّهِ حَقٌّ ۚ فَإِمَّا
ٹھکانا ہے غرور والوں کا سو تو ٹھہرا رہ بیشک وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پھر اگر
نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِلَيْنَا
ہم دکھلا دیں تجھ کو کوئی وعدہ جو ہم اُن سے کرتے ہیں یا قبض کر لیں تجھ کو، ہر حالت میں ہماری ہی طرف
يُرْجَعُونَ ﴿٧٧﴾ وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن
پھر آئیں گے ف۸ اور ہم نے بھیجے ہیں بہت رسول تجھ سے پہلے بعضے اُن میں وہ ہیں کہ
قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ۗ وَمَا كَانَ
سنایا ہم نے تجھ کو اُن کا احوال اور بعضے ہیں کہ نہیں سُنایا ف۹ اور کسی
لِرَسُولٍ أَن يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۚ فَإِذَا جَاءَ أَمْرُ اللَّهِ
رسول کو مقدور نہ تھا کہ لے آتا کوئی نشانی مگر اللہ کے حکم سے ف۱۰ پھر جب آیا حکم اللہ کا
قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُونَ ﴿٧٨﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ
فیصلہ ہو گیا انصاف سے اور ٹوٹے میں پڑے اُس جگہ جھوٹے ف۱۱ اللہ ہے جس نے بنا دیئے

ع ٩ ١٢

ف۱ یعنی دوزخ میں کبھی جلتے پانی کا اور کبھی آگ کا عذاب دیا جائیگا (اعاذنا اللہ منہما)

ف۲ یعنی اس وقت اُن میں سے کوئی کام نہیں آتا۔ ہو سکے تو اُن کو مدد کے لئے بلاؤ۔

ف۳ یعنی ہم سے گئے گذرے ہوئے۔ شاید اُس وقت عابدین اور معبودین الگ الگ کر دیے جائیں گے یا ضَلُّوْا عَنَّا کا مطلب یہ ہو کہ گو موجود ہیں، مگر جب اُن سے کوئی فائدہ نہیں تو ہوئے نہ ہونے برابر ہیں۔

ف۴ اکثر مفسرین نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ ہم جن کو دنیا میں پکارتے تھے، اب کھلا کہ وہ واقع میں کچھ چیز نہ تھے۔ گویا یہ بطور حسرت و افسوس کے اپنی غلطی کا اعتراف ہوگا۔ لیکن حضرت شاہ صاحب کے کلام کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین اوّل منکر ہو چکے تھے کہ ہم نے شریک ٹھہرائے ہی نہیں۔ اب گھبرا کر منہ سے نکل جائیگا ضَلُّوْا عَنَّا جس میں شریک ٹھہرانے کا اعتراف ہوگا۔ پھر کچھ سنبھل کر انکار کر دینگے کہ ہم نے خدا کے سوا کسی کو پکارا ہی نہیں۔

ف۵ یعنی جس طرح یہاں انکار کرتے کرتے بچل گئے اور گھبرا کر اقرار کر لیا۔ یہ ہی حال ان کافروں کا دنیا میں تھا۔

ف۶ یعنی دیکھ لیا، ناحق کی شیخی اور غرور و تکبر کا انجام یہ ہوتا ہے اب وہ اکڑ فوں کدھر گئی۔

ف۷ یعنی ہر قسم کے مجرم اُس دروازے سے جو اُن کے لئے تجویز شدہ ہے۔

ف۸ یعنی اللہ نے اُن کو عذاب دینے کا جو وعدہ فرمایا ہے، وہ یقیناً پورا ہو کر رہیگا۔ ممکن ہے کوئی وعدہ آپ کی موجودگی میں پورا ہو (جیسا کہ "بدر" اور "فتح مکہ" وغیرہ میں ہوا) یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد۔ بہر حال یہ ہم سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ سب کا انجام ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اس زندگی کے بعد عذاب کی تکمیل اُس زندگی میں ہوگی۔ چھٹکارا کسی صورت سے نہیں۔

ف۹ یعنی بعض کا تفصیلی حال تجھ سے بیان کیا بعض کا نہیں کیا۔ (اور ممکن ہے کہ اس آیت کے نزول کے بعد اُن کا بھی مفصل حال بیان کر دیا ہو) بہر حال جن کے نام معلوم ہیں ان پر تفصیلاً اور جن کے نام وغیرہ معلوم نہیں اُن پر اجمالاً ایمان لانا ضروری ہے۔ "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّن رُّسُلِهِ"۔

ف۱۰ یعنی اللہ کے سامنے سب عاجز ہیں۔ رسولوں کو یہ بھی اختیار نہیں کہ جو معجزہ چاہیں دکھلا دیا کریں، صرف وہ ہی نشانات دکھلا سکتے ہیں جس کی اجازت حق تعالیٰ کی طرف سے ہو۔

ف۱۱ یعنی جس وقت اللہ کا حکم پہنچتا ہے رسولوں اور اُمتی قوموں کے درمیان منصفانہ فیصلہ کر دیا جاتا ہے اُس وقت رسول سُرخرو اور کامیاب ہوتے ہیں۔ اور باطل پرستوں کے حصہ میں ذلت و خسران کے سوا کچھ نہیں آتا۔

لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا

تمہارے واسطے چوپائے تاکہ سواری کرو بعضوں پر اور بعضوں کو کھاتے ہو اور ان میں تم کو

مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَ

بہت فائدے ہیں ف۱ اور تاکہ پہنچو اُن پر چڑھ کر کسی کام تک جو تمہارے جی میں ہو ف۲ اور اُن پر اور

عَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾ وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ

کشتیوں پر لدے پھرتے ہو ف۳ اور دکھلاتا ہے تم کو اپنی نشانیاں پھر کون کونسی نشانیوں کو

تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ

اپنے رب کی نہ مانوگے ف۴ کیا پھرے نہیں وہ ملک میں کہ دیکھ لیتے کیسا انجام

عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّ

ہوا اُن سے پہلوں کا وہ تھے اُن سے زیادہ اور زور میں سخت اور

اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾

نشانیوں میں جو چھوڑ گئے ہیں زمین پر، پھر کام نہ آیا اُن کے جو وہ کماتے تھے ف۵

فَلَمَّا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ

پھر جب پہنچے اُن کے پاس رسول اُن کے کھلی نشانیاں لے کر اترانے لگے اُس پر جو اُنکے پاس تھی

الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾ فَلَمَّا رَاَوْا

خبر اور اُلٹ پڑی اُن پر وہ چیز جس پر ٹھٹھا کرتے تھے ف۶ پھر جب انہوں نے دیکھ لیا

بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾

ہماری آفت کو، بولے ہم یقین لائے اللہ اکیلے پر اور ہم نے چھوڑ دیں وہ چیزیں جن کو شریک بتلاتے تھے ف۷

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ

پھر نہ ہوا کہ کام آئے اُن کو یقین لانا اُن کا جس وقت دیکھ چکے ہمارا عذاب ف۸ رسم پڑی ہوئی اللہ کی جو

قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

چلی آئی ہے اُس کے بندوں میں اور خراب ہوئے اُس جگہ منکر ف۹

ع ۹ / ۱۲

ف۱ مثلاً اُن کے چمڑے، بال اور اُون وغیرہ سے طرح طرح کے فائدے اُٹھاتے ہو۔

ف۲ سواری کرنا بجائے خود ایک مقصد ہے اور سواری کے ذریعہ سے انسان بہت مقاصد دینی و دنیوی حاصل کرتا ہے۔

ف۳ یعنی خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر اور دریا میں کشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔

ف۴ یعنی اس قدر کھلے نشان دیکھنے پر بھی آدمی کہاں تک انکاری کرتا چلا جائیگا (اور ابھی کیا معلوم اللہ اور کتنے نشان دکھلائیگا)

ف۵ یعنی پہلے بہت قومیں گذر چکیں جو جتھے میں اور زور و قوت میں ان سے بہت زیادہ تھیں انہوں نے ان سے کہیں بڑھ کر زمین پر اپنی یادگاریں اور نشانیاں چھوڑیں لیکن جب خدا کا عذاب آیا تو وہ زور و طاقت اور ساز و سامان کچھ بھی کام نہ آسکا۔ یوں ہی تباہ و برباد ہو کر رہ گئے۔

ف۶ یعنی وجوہ معاش اور مادی ترقیات کا جو علم اُن کے پاس تھا اور جن غلط عقیدوں پر دل جمائے ہوئے تھے اُسی پر اتراتے رہے۔ اور انبیاء علیہم السلام کے علوم و ہدایات کو حقیر سمجھ کر مذاق اُڑاتے رہے۔ آخر ایک وقت آیا جب اُن کو اپنی ہنسی مذاق کی حقیقت کھلی، اور اُن کا استہزاء و تمسخر خود اُن ہی پر اُلٹ پڑا۔

ف۷ یعنی جس وقت آفت آنکھوں کے سامنے آگئی اور عذاب الٰہی کا معائنہ ہونے لگا تب ہوش آیا اور ایمان و توبہ کی سوجھی۔ اب پتہ چلا کہ اکیلے خدائے بزرگ ہی سے کام چلتا ہے۔ جن ہستیوں کو خدائی کا درجہ دے رکھا تھا سب عاجز اور بیکار ہیں۔ ہماری سخت حماقت اور گستاخی تھی کہ اُن چیزوں کو تخت خدائی پر بٹھا دیا تھا۔

ف۸ یعنی اب بچتانے اور تقصیر کا اعتراف کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔ ایمان و توبہ کا وقت گذر چکا۔ عذاب دیکھ لینے پر تو ہر کسی کو بے اختیار یقین آجاتا ہے۔ مگر یہ یقین موجب نجات نہیں۔ نہ اس یقین کی بدولت آیا ہوا عذاب ٹل سکتا ہے۔ قال تعالیٰ "وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓي اِذَا حَضَرَ اَحَدَھُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّىْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَھُمْ كُفَّارٌ" (نساء رکوع ۳) وقال فی قصۃ فرعون "آٰلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ" وفی الحدیث "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ"

ف۹ یعنی ہمیشہ سے یوں ہی ہوتا رہا ہے کہ لوگ اول انکار و استہزاء سے پیش آتے ہیں پھر جب عذاب میں پکڑے جاتے ہیں اُس وقت شور مچاتے اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔ اللہ کی عادت یہ ہے کہ اُس بے وقت کی توبہ کو قبول نہیں فرماتا۔ آخر منکرین اپنے جرائم کی پاداش میں خراب و برباد ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اللّٰھم احفظنا من الخسران۔ واحفظنا من غضبک و سخطک فی الدنیا والآخرۃ۔ (تم سورۃ المؤمن وللہ الحمد والمنۃ)

سُوْرَةُ حٰمٓ السَّجْدَةِ مَكِّيَّةٌ وَّهِيَ اَرْبَعٌ وَّخَمْسُوْنَ اٰيَةً وَّسِتُّ رُكُوْعَاتٍ

سورۂ حٰم سجدہ مکہ میں نازل ہوئی اور اس میں چوّن آیتیں ہیں اور چھ رکوع

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع اللہ کے نام سے جو بیحد مہربان نہایت رحم والا ہے

حٰمٓ ۝١ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝٢ كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ

اُتارا ہوا ہے بڑے مہربان رحم والے کی طرف سے ف۱ ایک کتاب ہے کہ جُدی جُدی کی ہیں اسکی آیتیں ف۲

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝٣ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ

قرآن عربی زبان کا ایک سمجھ والے لوگوں کو ف۳ سُنانے والا خوشخبری اور ڈر ف۴ پر دھیان میں نہ لائے

اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٤ وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا

وہ بہت لوگ سو وہ نہیں سُنتے ف۵ اور کہتے ہیں ہمارے دل غلاف میں ہیں اُس بات سے جس کی طرف

تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ

تو ہم کو بُلاتا ہے اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور تیرے بیچ میں پردہ ہے

فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۝٥ قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ

سو تو اپنا کام کر ہم اپنا کام کرتے ہیں ف۶ تو کہہ مَیں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو

اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ؕ

کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے گناہ بخشواؤ ف۷

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝٦ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ

اور خرابی ہے شریک کرنے والوں کو جو نہیں دیتے زکوٰۃ اور وہ

بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝٧ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

آخرت سے منکر ہیں ف۸ البتہ جو لوگ یقین لائے اور کئے بھلے کام

لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۝٨ ع قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ

اُن کو ثواب ملنا ہے جو موقوف نہ ہو ف۹ تو کہہ کیا تم منکر ہو اُس سے جس نے

ع ۱ ۱۵

ف۱ یعنی اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی مہربانی اور رحمت بندوں پر ہے جو اُن کی ہدایت کے لئے ایسی عظیم الشان اور بیمثال کتاب نازل فرمائی۔

ف۲ لفظی طور پر آیات کا جدا جدا ہونا تو ظاہر ہے مگر معنوی حیثیت سے بھی سینکڑوں قسم کے علوم اور مضامین کی تفصیل الگ الگ آیات میں کی گئی ہے۔

ف۳ یعنی قرآن کریم اعلیٰ درجہ کی صاف و شستہ عربی زبان میں نازل کیا گیا ہے جو اس کے مخاطبینِ اولین کی مادری زبان تھی۔ تا اُن لوگوں کو سمجھنے میں دقت نہ ہو۔ خود سمجھ کر دوسروں کو پوری طرح سمجھا سکیں مگر اس کے باوجود بھی ظاہر ہے وہ ہی لوگ اس سے منتفع ہو سکتے ہیں جو سمجھ رکھتے ہوں۔ ناسمجھ جاہل کو اس نعمتِ عظمیٰ کی کیا قدر ہو سکتی ہے۔

ف۴ یعنی قرآن اپنے ماننے والوں کو نجات و فلاح کی خوشخبری سناتا اور منکروں کو بُرے انجام سے ڈراتا ہے۔

ف۵ یعنی ان سب باتوں کے باوجود بھی تعجب ہے کہ ان میں کے بہت لوگ اس کتاب کی بیش قیمت نصائح کی طرف دھیان نہیں کرتے۔ اور جب ادھر دھیان ہی نہیں تو سُننا کیوں چاہیں گے۔ اور فرض کیجئے کانوں سے سُن بھی لیا لیکن گوشِ دل سے نہ سُنا اور قبول کرنے کی توفیق نہ ہوئی تو سُنا اَن سُنا برابر ہے۔

ف۶ یعنی صرف اسی قدر نہیں کہ نصیحت کی طرف دھیان نہیں کرتے یا کان نہیں دھرتے، بلکہ ایسی باتیں کرتے ہیں جن کو سن کر ناصح بالکلیہ مایوس ہو جائے۔ اور آئندہ نصیحت سُنانے کا ارادہ بھی ترک کر دے۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ہمارے دلوں پر تو تمہاری باتوں کی طرف سے غلاف چڑھے ہوئے ہیں اس لئے کوئی بات وہاں تک پہنچتی نہیں۔ اور جب تم بات کرتے ہو ہمارے کان اُونچا سننے لگتے ہیں۔ ثقلِ سماع کی وجہ سے کچھ سنائی نہیں دیتا، اور ہمارے تمہارے درمیان ایسا پردہ ہے جو ایک کو دوسرے سے ملنے نہیں دیتا، دشمنی، اور عداوت کی جو دیواریں کھڑی ہیں وہ درمیان سے اُٹھ جائیں اور جو خلیج حائل ہے وہ پُر ہو، تب ہم میں سے ایک دوسرے تک پہنچ سکے لیکن ایسا ہونا ناممکن ہے پھر تم کیوں اپنا مغز تھکاتے ہو ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دو، تم اپنا کام کیے جاؤ، ہم اپنا کام کرینگے۔ اس کی توقع مت رکھو کہ ہم کبھی تمہاری نصیحتوں سے متاثر ہونیوالے ہیں۔

ف۷ یعنی نہ میں خدا ہوں کہ زبردستی تمہارے دلوں کو پھیر سکوں، نہ فرشتہ ہوں جس کے بھیجے جانے کی تم فرمائش کیا کرتے ہو نہ کوئی اور مخلوق ہوں، بلکہ تمہاری جنس و نوع کا ایک آدمی ہوں جس کی بات کا سمجھنا تم کو ہمجنسی کی بنا پر آسان ہونا چاہیئے، اور وہ آدمی ہوں، جسے حق تعالیٰ نے اپنی آخری اور کامل ترین وحی کے لئے چُن لیا ہے بنا علیہ خواہ تم کتنا ہی اعراض کرو اور کتنی ہی یاس انگیز باتیں کرو میں خدائی پیغام تم کو ضرور پہنچاؤنگا مجھے بذریعہ وحی بتلایا گیا ہے کہ تم سب کا معبود اور حاکم علی الاطلاق ایک ہے جسکے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ لہٰذا سب کو لازم ہے کہ تمام شئون و احوال میں سیدھے اُسی خدائے واحد کی طرف رُخ کر کے چلیں اسکے راستہ سے ذرا اِدھر اُدھر قدم نہ ہٹائیں اور پہلے اگر ٹیڑھے ترچھے چلے ہیں تو اپنے پروردگار سے اُس کی معافی چاہیں۔ اور اگلی پچھلی خطائیں بخشوائیں۔

ف۸ جن لوگوں کا معاملہ اللہ کے ساتھ یہ ہے کہ عاجز مخلوق کو اُس کی بندگی میں شریک کرتے ہیں، اور بندوں کے ساتھ یہ ہے کہ صدقہ اور زکوٰۃ کا پیسہ کسی محتاج مسکین پر خرچ کرنے کے روادار نہیں ساتھ ہی انجام کی طرف سے بالکل غافل اور بے فکر ہیں، کیونکہ انہیں تسلیم ہی نہیں کہ مرنے کے بعد کوئی دوسری زندگی اور اچھے بُرے کا حساب کتاب بھی ہوگا۔ ایسوں کا مستقبل بجز ہلاکت اور خرابی و بربادی کے اور کیا ہونا ہے۔ (تنبیہ) بعض سلف نے یہاں "الزکوٰۃ" سے مُراد کلمۂ طیّبہ لیا ہے۔ اور بعض نے "زکوٰۃ" کے معنی پاکیزگی اور ستھرائی کے لئے ہیں مطلب یہ ہوگا کہ وہ لوگ اپنے نفس کو عقائدِ فاسدہ اور اخلاقِ ذمیمہ سے پاک و صاف نہیں کرتے۔ اس میں کلمۂ طیبہ کا ترک اور زکوٰۃ وغیرہ کا ادا نہ کرنا بھی آگیا۔ وبذا کما قال "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى" وقال "قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا" وقال "وَحَنَانًا مِّنْ لَّدُنَّا وَزَكٰوةً" وغیر ذٰلک۔ شاید یہ معنی اس لئے یہاں لئے گئے ہوں کہ کفار مخاطب بالفروع نہیں یا اس لئے کہ آیت مکی ہے اور زکوٰۃ وغیرہ کی تشخیص مدینہ میں ہوئی۔ واللہ اعلم۔

ف۹ یعنی کبھی منقطع نہ ہوگا ابدالآباد تک جاری رہیگا۔ جنّت میں پہنچ کر نہ اُن کو فنا نہ اُن کے ثواب کو۔

ف۱ یعنی کس قدر تعجب کا مقام ہے کہ رب العالمین کی وحدانیت اور صفات کمالیہ کا انکار کرتے اور دوسری چیزوں کو اُس کی برابر سمجھتے ہو جو ایک ذرّہ کا اختیار نہیں رکھتیں۔
ف۲ "اور برکت رکھی اس کے اندر" یعنی قسم قسم کی کانیں، درخت، میوے، پھل، غلے اور حیوانات زمین سے نکلتے ہیں اور "ٹھہرائیں اس میں خوراکیں اُس کی" یعنی زمین پر بسنے والوں کی خوراکیں ایک خاص اندازہ اور حکمت سے زمین کے اندر رکھ دیں۔ چنانچہ ہر اقلیم اور ہر مُلک میں وہاں کے باشندوں کی طبائع اور ضروریات کے موافق خوراکیں مہیا کر دی گئی ہیں۔
ف۳ یعنی یہ سب کام چار دن میں ہوا۔ دو روز میں زمین پیدا کی گئی اور دو روز میں اس کے متعلقات کا بندوبست ہوا۔ جو پوچھے یا پوچھنے کا ارادہ رکھتا ہے اُسے بتلا دو کہ یہ سب مل کر پورے چار دن ہوئے بدون کسر اور کمی بیشی کے۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی (پوچھنے والوں کا) جواب پورا ہوا" (تنبیہ) "یہاں دنوں" سے مراد ظاہر ہے معروف و متبادر

خَلَقَ الْاَرْضَ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ تَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ
بنائی زمین دو دن میں اور برابر کرتے ہو اُسکے ساتھ اَوروں کو وہ ہے

رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۚ﴿۹﴾ وَ جَعَلَ فِیْهَا رَوَاسِیَ مِنْ فَوْقِهَا وَ بٰرَكَ
رب جہان کا ف۱ اور رکھے اس میں بھاری پہاڑ اُوپر سے اور برکت رکھی

فِیْهَا وَ قَدَّرَ فِیْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِیْۤ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآىِٕلِیْنَ ﴿۱۰﴾
اُسکے اندر اور ٹھہرائیں اُس میں خوراکیں اُس کی ف۲ چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ف۳

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَ هِیَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ
پھر چڑھا آسمان کو اور وہ دھواں ہو رہا تھا ف۴ پھر کہا اس کو اور زمین کو

ائْتِیَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَیْنَا طَآىِٕعِیْنَ ﴿۱۱﴾ فَقَضٰىهُنَّ
آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے ف۵ پھر کر دیے وہ

سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِیْ یَوْمَیْنِ وَ اَوْحٰى فِیْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ
سات آسمان دو دن میں ف۶ اور اُتارا ہر آسمان میں حکم اُس کا ف۷

وَ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ ۖۗ وَ حِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِیْرُ
اور رونق دی ہم نے سب سے ورلے آسمان کو چراغوں سے اور محفوظ کر دیا یہ سادھا ہوا ہے

الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ﴿۱۲﴾ فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَقُلْ اَنْذَرْتُكُمْ صٰعِقَةً
زبردست خبردار کا ف۸ پھر اگر وہ ٹلائیں تو تو کہہ میں نے خبر سُنا دی تمکو ایک سخت عذاب

مِّثْلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ ﴿۱۳﴾ؕ اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ
کی جیسے عذاب آیا عاد اور ثمود پر ف۹ جب آئے اُن کے پاس رسول

بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا
آگے سے اور پیچھے سے ف۱۰ کہ نہ پُوجو کسی کو سوائے اللہ کے کہنے لگے

لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾
اگر ہمارا رب چاہتا تو بھیجتا فرشتے سو ہم تمہارا لایا ہوا نہیں مانتے ف۱۱

دن نہیں ہو سکتے کیونکہ زمین اور سُورج وغیرہ کی پیدائش سے قبل ان کا وجود متصوّر ہی نہیں۔ لامحالہ ان دنوں کی مقدار مراد ہو گی یا وہ دن مراد ہو جس کی نسبت فرمایا ہے "وَ اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ" (حج۔ رکوع ۶) واللہ اعلم۔
ف۴ یعنی پھر آسمانوں کی طرف متوجہ ہوا جو اُس وقت سارا ایک تھا دھوئیں کی طرح اُس کو بانٹ کر سات آسمان کئے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ (تنبیہ) ممکن ہے "دخان" سے آسمانوں کے مادّہ کی طرف اشارہ ہو۔
ف۵ یعنی ارادہ کیا کہ ان دونوں (آسمان اور زمین) کے ملاپ سے دنیا بسائیے۔ خواہ اپنی طبیعت سے ملیں یا زور سے ملیں۔ (بہر حال دونوں کو ملا کر ایک نظام بنانا تھا) وہ دونوں آملے اپنی طبیعت سے آسمان سے سُورج کی شعاع آئی، گرمی پڑی، ہوائیں اٹھیں اُن سے گرد اور بھاپ اُوپر چڑھی پھر پانی ہو کر مینہ برسا جس کی بدولت زمین سے طرح طرح کی چیزیں پیدا ہوئیں۔ اور پہلے جو فرمایا تھا کہ "زمین میں اُس کی خوراکیں رکھیں" یعنی اس میں قابلیت ان چیزوں کے نکلنے کی رکھ دی تھی۔ واللہ اعلم۔
ف۶ یعنی چار دن وہ تھے اور دو دن میں آسمان بنائے کُل چھ دن ہو گئے، جیسا کہ دوسری جگہ "سِتَّةِ اَیَّامٍ" کی تصریح ہے۔ (تنبیہ) جن احادیث مرفوعہ میں تخلیق کائنات کے متعلق دنوں کی تعیین و ترتیب آئی ہے کہ فلاں فلاں چیز اللہ نے ہفتہ کے فلاں فلاں دن میں پیدا کی اُن میں کوئی حدیث صحیح اب تک نظر سے نہیں گذری۔ حتیٰ کہ ابو ہریرہؓ کی حدیث کے متعلق جو صحیح مسلم میں ہے ابن کثیرؒ لکھتے ہیں۔ "وهو من غرائب الصحیح وقد علله البخاری فی التاریخ فقال رواه بعضهم عن ابی هریرة عن کعب الاحبار وهو الاصح"۔ اور روح المعانی میں قفال شافعی سے نقل کیا ہے "تفرد به مسلم وقد تکلم علیه الحفاظ علی ابن المدینی والبخاری وغیرهما وجعلوه من کلام کعب وان ابا هریرة انما سمعه منه ولکن اشتبه علی بعض الرواة فجعله مرفوعًا"۔ باقی قرآن کریم کی اس آیت اور سورۂ "بقرہ" کی آیت "ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ فَسَوّٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ" سے جو ظاہر ہوتا ہے کہ سات آسمان زمین کی پیدائش کے بعد بنائے گئے۔ اور سورۂ "نازعات" میں "وَ الْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا" سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین آسمان کے بعد بچھائی گئی۔ اس کے جواب کئی طرح دیئے گئے ہیں۔ احقر کو ابو حیان کی تقریر پسند ہے یعنی ضروری نہیں کہ پہلی آیت میں "ثُمَّ" اور دوسری میں "بَعْدَ ذٰلِكَ" تراخی زمان کے لئے ہو۔ ممکن ہے ان الفاظ سے تراخی فی الاخبار یا تراخی رُتبی مراد لیں۔ جیسے "ثُمَّ كَانَ مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَ تَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ" میں۔ یا دوسری جگہ "عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِیْمٍ" میں یہ ہی معنی مُراد لئے گئے ہیں۔ بہر حال قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں۔ ہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت و قدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا ہے جس کا نکتہ ادنیٰ تأمل و تدبر سے معلوم ہو سکتا ہے تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ یہ چند الفاظ اہل علم کی تنبیہ کے لئے لکھ دیے ہیں۔
ف۷ یعنی جو حکم جس آسمان کے مناسب تھا حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یہ رب کو معلوم ہے کہ وہاں کون مخلوق بستی ہے اور اُن کا کیا اسلوب (اور رنگ ڈھنگ) ہے۔ اتنی زمین میں ہزاراں ہزار کارخانے ہیں تو اتنے بڑے آسمان کب خالی پڑے ہوں گے"۔
ف۸ یعنی دیکھنے میں معلوم ہوتا ہے کہ گویا سب ستارے اسی آسمان میں جڑے ہوئے ہیں۔ رات کو ان قدرتی چراغوں سے آسمان کیسا پُر رونق معلوم ہوتا ہے پھر محفوظ کتنا کر دیا ہے کہ کسی کی وہاں تک دسترس نہیں۔ فرشتوں کے زبردست پہرے لگے ہوئے ہیں۔ کوئی طاقت اس نظام محکم میں رخنہ اندازی نہیں کر سکتی کیونکہ وہ سب سے بڑی زبردست اور باخبر ہستی کا قائم کیا ہوا ہے۔
ف۹ یعنی کفار مکہ اگر ایسے عظیم الشان آیات سُننے کے بعد بھی نصیحت قبول کرنے اور توحید و اسلام کی راہ اختیار کرنے سے اعراض کرتے رہیں تو فرما دیجئے کہ میں تم کو آگاہ کرتا ہوں کہ تمہارا انجام بھی عاد و ثمود وغیرہ اقوام معذبین کی طرح ہو سکتا ہے۔
ف۱۰ یعنی ہر طرف سے۔ شاید بہت رسول آئے ہوں گے مگر مشہور یہ ہی دو رسول ہیں حضرت ہُود اور حضرت صالح علیٰ نبینا و علیہما الصلوٰة والسلام۔ اور یا "مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ" سے مراد یہ ہو کہ اُن کو ماضی اور مستقبل کی باتیں سمجھاتے ہوئے آئے۔ کوئی جہت اور کوئی پہلو نصیحت و فہمائش کا نہیں چھوڑا۔
ف۱۱ یعنی خدا کا رسول بشر کیسے ہو سکتا ہے اگر اللہ کو واقعی رسول بھیجنا تھا تو

بقیہ فوائد صفحہ ۶۳۵ - آسمان سے کسی فرشتہ کو بھیجتا۔ بہرحال تم اپنے زعم کے موافق جو باتیں خدا کی طرف سے لائے ہو ہم اُن کے ماننے کیلئے تیار نہیں۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ
سو وہ جو عاد تھے وہ تو غرور کرنے لگے مُلک میں ناحق اور کہنے لگے کون ہے
اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ
ہم سے زیادہ زور میں ف۱ کیا دیکھتے نہیں کہ اللہ جس نے اُن کو بنایا وہ زیادہ ہے
مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ
اُن سے زور میں اور تھے ہماری نشانیوں سے منکر ف۲ پھر بھیجی ہم نے اُن پر
رِيْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی
ہوا بڑے زور کی کئی دن جو مصیبت کے تھے تاکہ چکھائیں اُنکو رسوائی کا عذاب
الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾
دنیا کی زندگانی میں ف۳ اور آخرت کے عذاب میں تو پوری رسوائی ہے اور اُن کو کہیں مدد نہیں ف۴
وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ
اور وہ جو ثمود تھے سو ہم نے اُن کو راہ بتلائی، پھر اُنکو خوش لگا اندھا رہنا راہ سوجھنے سے ف۵ پھر پکڑا اُن کو
صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَنَجَّيْنَا
کڑک نے ذلت کے عذاب کی بدلہ اُس کا جو کماتے تھے ف۶ اور بچا دیا ہم نے
الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ ع ۱۶
اُن لوگوں کو جو یقین لائے تھے اور بچ کر چلتے تھے ف۷ اور جس دن جمع ہوں گے دشمن اللہ کے
اِلَی النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾ حَتّٰۤی اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ
دوزخ پر تو اُن کی جماعتیں بنائی جائینگی ف۸ یہاں تک کہ جب پہنچیں اُس پر بتائیں گے
عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾
اُن کو اُن کے کان اور اُن کی آنکھیں اور اُن کے چمڑے جو کچھ وہ کرتے تھے ف۹
وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ
اور وہ کہیں گے اپنے چمڑوں کو تم نے کیوں بتلایا ہم کو ف۱۰ وہ بولیں گے ہم کو بلوایا اللہ نے جس نے

فوائد صفحہ ہذا۔ ف۱ شاید رسُولوں نے جو عذاب کی دھمکی دی ہوگی اُسکے جواب میں یہ کہا ہو کہ ہم سے زیادہ زور آور کون ہے جس سے ہم خوف کھائیں۔ کیا ہم جیسے طاقتور انسانوں پر تم اپنا رعب جما سکتے ہو؟ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اُن کے جسم بہت بڑے بڑے ہوتے تھے۔ بدن کی قوت پر غرور آیا۔ غرور کا دم بھرنا اللہ کے ہاں وبال لاتا ہے۔"

ف۲ یعنی دل میں اُن کا حق ہونا سمجھتے تھے، مگر ضد اور عناد سے انکار کرتے چلے جاتے تھے۔

ف۳ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "اُن کا غرور توڑنے کو ایک کمزور مخلوق سے ان کو تباہ کرا دیا۔ سات رات اور آٹھ دن مسلسل ہوا کا طوفان چلتا رہا۔ درخت، آدمی، مکان، مواشی کوئی چیز نہ چھوڑی۔

ف۴ یعنی آخرت کی رسوائی تو بہت ہی بڑی ہے جو کسی کے ٹالے نہیں ٹلے گی، نہ وہاں کوئی مدد کر سکیگا۔ ہر ایک کو اپنی فکر پڑی ہوگی۔ محبت و ہمدردی کے بڑے بڑے مدعی آنکھیں چرائینگے۔

ف۵ یعنی نجات کا راستہ جو ہمارے پیغمبر نے بتلایا تھا اُس سے آنکھیں بند کر لیں اور اندھا رہنے کو پسند کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اُن کی پسند کی ہوئی حالت میں انہیں پڑا چھوڑ دیا۔

ف۶ یعنی زلزلہ آیا جس کے ساتھ سخت ہولناک آواز تھی، اُس آواز سے جگر پھٹ گئے۔

ف۷ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور بدی کے راستہ سے بچ کر چلتے تھے اُن کو اللہ نے صاف بچا لیا۔ نزول عذاب کے وقت اُن پر ذرا آنچ بھی نہیں آئی۔

ف۸ یعنی ہر ایک قسم کے مجرموں کی الگ جماعت ہوگی اور یہ سب جماعتیں ایک دوسرے کے انتظار میں جہنم کے قریب روکی جائینگی۔

ف۹ دنیا میں کانوں سے آیات تنزیلیہ سنیں اور آنکھوں سے آیات تکوینیہ دیکھیں، مگر کسی کو نہ مانا۔ ہر بُن مُو سے خدا کی نافرمانی کرتے رہے یہ خبر نہ تھی کہ گناہوں کا یہ سارا ریکارڈ خود انہی کی ذات میں محفوظ ہے جو وقت پر کھول دیا جائیگا۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ محشر میں کفار اپنے جرائم کا زبان سے انکار کرینگے۔ اس وقت حکم ہوگا کہ انکے اعضاء کی شہادت پیش کی جائے جن کے ذریعہ سے گناہ کیے تھے چنانچہ ہر ایک عضو شہادت دیگا اور اس طرح زبان کی تکذیب ہو جائیگی۔ تب مبہوت و حیران ہو کر اپنے اعضاء کو کہیگا (کمبختو! دُور ہو جاؤ! تمہاری ہی طرف سے تو میں جھگڑتا اور مدافعت کر رہا تھا، تم خود ہی اپنے جُرموں کا اعتراف کرنے لگے)

ف۱۰ یعنی جب میں زبان سے انکار کر رہا تھا تو تم پر ایسی کیا مصیبت پڑی تھی کہ خواہ مخواہ بتلانا شروع کر دیا اور آخر یہ بولنا تم کو سکھلایا کس نے۔

أَنطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ خَلَقَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢١﴾
بُلوایا ہے ہر چیز کو ف۱ اور اُسی نے بنایا تم کو پہلی بار اور اسی کی طرف پھیرے جاتے ہو ف۲

وَمَا كُنتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَن يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ
اور تم پردہ نہ کرتے تھے اِس بات سے کہ تم کو بتلائیں گے تمہارے کان اور نہ تمہاری آنکھیں

وَلَا جُلُودُكُمْ وَلَٰكِن ظَنَنتُمْ أَنَّ اللَّهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيرًا مِّمَّا
اور نہ تمہارے چمڑے ف۳ پر تم کو یہ خیال تھا کہ اللہ نہیں جانتا بہت چیزیں جو تم

تَعْمَلُونَ ﴿٢٢﴾ وَذَٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنتُم بِرَبِّكُمْ أَرْدَاكُمْ
کرتے ہو ف۴ اور یہ وہی تمہارا خیال ہے جو تم رکھتے تھے اپنے رب کے حق میں، اُسی نے تمکو غارت کیا

فَأَصْبَحْتُم مِّنَ الْخَاسِرِينَ ﴿٢٣﴾ فَإِن يَصْبِرُوا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ
پھر آج رہ گئے ٹوٹے میں پھر اگر وہ صبر کریں تو آگ اُن کا گھر ہے

وَإِن يَسْتَعْتِبُوا فَمَا هُم مِّنَ الْمُعْتَبِينَ ﴿٢٤﴾ وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَاءَ
اور اگر وہ منایا چاہیں تو اُن کو کوئی نہیں مناتا ف۵ اور لگا دیئے ہم نے اُنکے پیچھے ساتھ رہنے

فَزَيَّنُوا لَهُم مَّا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ
والے، پھر انہوں نے خوبصورت بنا دیا اُنکی آنکھوں میں اُس کو جو اُنکے آگے ہے اور جو اُنکے پیچھے ہے ف۶ اور ٹھیک پڑ چکی اُن پر

الْقَوْلُ فِي أُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِن قَبْلِهِم مِّنَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ
عذاب کی بات اُن فرقوں کے ساتھ جو گذر چکے اُن سے پہلے جنوں کے اور آدمیوں کے ف۷

إِنَّهُمْ كَانُوا خَاسِرِينَ ﴿٢٥﴾ وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْمَعُوا لِهَٰذَا
بیشک وہ تھے ٹوٹے والے ف۸ اور کہنے لگے منکر مت کان دھرو اِس قرآن کے

الْقُرْآنِ وَالْغَوْا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُونَ ﴿٢٦﴾ فَلَنُذِيقَنَّ الَّذِينَ
سُننے کو اور بک بک کرو اُس کے پڑھنے میں شاید تم غالب ہو ف۹ سو ہم کو ضرور چکھانا ہے منکروں

كَفَرُوا عَذَابًا شَدِيدًا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَسْوَأَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿٢٧﴾
کو سخت عذاب اور اُن کو بدلہ دینا ہے بُرے سے بُرے کاموں کا جو وہ کرتے تھے ف۱۰

ع ۱۷

ف۱ یعنی جس کی قدرت نے ہر ناطق چیز کو بولنے کی قوت دی، آج اُسی نے ہم کو بھی گویا کر دیا۔ نہ بولتے اور بتلاتے تو کیا کرتے۔ جب وہ قادر مطلق بلوانا چاہے تو کس چیز کی مجال ہے کہ نہ بولے جس نے زبان میں قوت گویائی رکھی، کیا ہاتھ پاؤں میں نہیں رکھ سکتا۔

ف۲ یہ مقولہ یا اللہ تعالیٰ کا ہے، یا جلود کا ہے۔ دونوں احتمال ہیں۔

ف۳ یعنی غیر سے چھُپ کر گناہ کرتے تھے۔ یہ خبر نہ تھی کہ ہاتھ پاؤں بتلا دینگے۔ ان سے بھی پردہ کریں۔ اور کرنا بھی چاہتے تو اس کی قدرت کہاں تھی۔

ف۴ یعنی اصل میں تمہارے طرزِ عمل سے یوں ظاہر ہوتا ہے کہ گویا تم کو خدا تعالیٰ کے علم محیط کا یقین ہی نہ تھا سمجھتے تھے کہ جو چاہو کرتے رہو کون دیکھ بھال کرتا ہو گا۔ اگر پوری طرح یقین ہوتا کہ خدا ہماری تمام حرکات سے باخبر ہے اور اُسکے ہاں ہماری پوری مسل محفوظ ہے تو ہرگز ایسی شرارتیں نہ کرتے۔

ف۵ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں "یعنی دنیا میں بعض بلا صبر سے آسان ہوتی ہے، وہاں صبر کریں یا نہ کریں، (دوزخ گھر ہو چکا جہاں سے کبھی نکلنا نہیں) اور بعض بلا منت خوشامد کرنے سے ٹلتی ہے وہاں بہتیرا چاہیں کہ منت کریں، کوئی قبول نہیں کرتا"۔

ف۶ یعنی اُن پر شیطان تعینات تھے کہ اُن کو بُرے کام جو پہلے کئے یا آگے کرتے، بھلے کر کے دکھلائیں اور تباہ کن ماضی و مستقبل کو خوبصورت بنا کر اُن کے سامنے پیش کریں۔ اور یہ شیطانوں کا تعینات کیا جانا بھی اُن کے اعراض عن الذکر کا نتیجہ تھا کما قال تعالیٰ "وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ" (زخرف۔ رکوع ۴)

ف۷ یعنی وہ ہی بات جو شروع میں کہی گئی تھی "لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ" (ھود۔ رکوع ۱۰)

ف۸ جب آدمی کو خسارہ آتا ہے تو اسی طرح آتا ہے اور ایسے ہی سامان ہو جاتے ہیں۔

ف۹ قرآن کریم کی آواز بجلی کی طرح سُننے والوں کے دلوں میں اثر کرتی تھی۔ جو سنتا فریفتہ ہو جاتا اُس سے روکنے کی تدبیر کفار نے یہ نکالی کہ جب قرآن پڑھا جائے، اُدھر کان مت دھرو اور اس قدر شور و غل مچاؤ کہ دوسرے بھی نہ سُن سکیں۔ اس طرح ہماری بک بک سے قرآن کی آواز دب جائیگی۔ آج بھی جاہلوں کو ایسی ہی تدبیریں سُوجھا کرتی ہیں کہ کام کی بات کو شور مچا کر سننے نہ دیا جائے۔ لیکن صداقت کی کڑک مچھروں اور مکھیوں کی بھنبھناہٹ سے کہاں مغلوب ہو سکتی ہے ان سب تدبیروں کے باوجود حق کی آواز قلوب کی گہرائیوں تک پہنچ کر رہتی ہے۔

ف۱۰ اس سے زیادہ بُرا کام کونسا ہو گا کہ خود نصیحت کی بات نہ سُنے اور دوسروں کو بھی سُننے نہ دے۔

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ جَزَآءً
یہ سزا ہے اللہ کے دشمنوں کی آگ اُن کا اُسی میں گھر ہے سدا کو بدلہ اُس کا

بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ۝۲۸ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا
جو ہماری باتوں سے انکار کرتے تھے ف۱ اور کہیں گے وہ لوگ جو منکر ہیں اے رب ہمارے ہم کو دکھلا

الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا
وہ دونوں جنہوں نے ہم کو بہکایا جو جن ہے اور جو آدمی کر ڈالیں ہم اُن کو اپنے پاؤں کے نیچے

لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ۝۲۹ اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ
کہ وہ رہیں سب سے نیچے ف۲ تحقیق جنہوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر

اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا
اُسی پر قائم رہے اُن پر اُترتے ہیں فرشتے کہ تم مت ڈرو اور نہ غم کھاؤ

وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ۝۳۰ نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ
اور خوشخبری سنو اُس بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا ف۳ ہم ہیں تمہارے رفیق

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ
دنیا میں اور آخرت میں ف۴ اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے

اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ۝۳۱ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ۝۳۲
جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو ف۵ مہمانی ہے اُس بخشنے والے مہربان کی طرف سے ف۶

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ
اور اُس سے بہتر کس کی بات جس نے بلایا اللہ کی طرف اور کیا نیک کام اور کہا

اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝۳۳ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ
میں حکمبردار ہوں ف۷ اور برابر نہیں نیکی اور نہ بدی

اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ
جواب میں وہ کہہ جو اُس سے بہتر ہو پھر تو دیکھ لے کہ تجھ میں اور جس میں دشمنی تھی گویا

ف۱ یعنی دل میں سمجھتے تھے لیکن ضد اور تعصب و عناد سے انکار ہی کرتے رہتے تھے۔

ف۲ یعنی خیر ہم تو آفت میں پھنسے ہیں لیکن آدمیوں اور جنوں میں سے جن شیطانوں نے ہم کو بہکا بہکا کر اس آفت میں گرفتار کرایا ہے ذرا انہیں ہمارے سامنے کر دیجئے کہ اُن کو ہم اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں۔ اور نہایت ذلت و خواری کے ساتھ جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں دھکیل دیں تا انتقام لے کر ہمارا دل کچھ تو ٹھنڈا ہو۔

ف۳ یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اُس کی ربوبیت والوہیت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا۔ نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے، نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا۔ جو کچھ زبان سے کہا تھا اُس کے مقتضا پر اعتقاداً اور عملاً جمے رہے۔ اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اسی کی خوشنودی اور شکرگذاری کیلئے کیا، اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اُسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اُسی کے راستہ پر چلے ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اُٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اُترتے ہیں جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سُناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے اور کسی آنیوالی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور عیش تمہارے لئے ہے اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کیے گئے تھے، وہ اب تم سے ایفاء کیے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔ (تنبیہ) بہت ممکن ہے کہ متقین و ابرار پر اس دنیوی زندگی میں بھی ایک قسم کا نزول فرشتوں کا ہوتا ہو جو اللہ کے حکم سے اُن کے دینی و دنیوی امور میں بہتری کی باتیں الہام کرتے ہوں۔ جو اُن کے شرح صدر اور تسکین و اطمینان کا موجب ہو جاتا ہو۔ جیسے اُنکے بالمقابل ایک دو آیت پہلے گذر چکا ہے کہ کفار پر شیطان مُسلط ہیں جو تزیین قبائح سے اُن کے اغواء کا سامان کرتے ہیں۔ چنانچہ دوسری جگہ شیاطین کے حق میں بھی لفظ "تَنَزَّلُ" استعمال ہوا ہے۔ قال تعالیٰ "تَنَزَّلُ عَلٰى كُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ يُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَكْثَرُهُمْ كٰذِبُوْنَ" (شعراء۔ رکوع ۱۱) بہرحال بعض مفسرین کے نزدیک یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں اور اس تقدیر پر اگلی آیت "نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" زیادہ چسپاں ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

ف۴ بعض نے اس کو اللہ کا کلام بتلایا ہے یعنی فرشتوں کا کلام اس سے پہلے ختم ہو چکا۔ اور اکثر کے نزدیک یہ بھی فرشتوں کا مقولہ ہے۔ گویا فرشتے یہ قول اُنکے دلوں میں الہام کرتے ہیں اور اُن کی ہمت بندھاتے ہیں۔ ممکن ہے اس زندگی میں بعض بندوں سے مشافتہً بھی اتنے الفاظ کہتے ہوں اور ممکن ہے موت کے قریب یا اُس کے بعد کہا جاتا ہو۔ اُس وقت "نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ" کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم دنیا میں بھی تمہارے رفیق رہے ہیں کہ اللہ کے حکم سے باطنی طور پر تمہاری اعانت کرتے تھے، اور آخرت میں بھی رفیق رہینگے کہ وہاں تمہاری شفاعت یا اعزاز و اکرام کا انتظام کرینگے۔

ف۵ یعنی جس چیز کی خواہش و رغبت دل میں ہوگی یا جو زبان سے طلب کروگے سب کچھ ملیگا۔ اللہ کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں۔

ف۶ یعنی سمجھ لو! وہ غفورٌ رحیم اپنے مہمان کے ساتھ کیسا برتاؤ کریگا۔ اور یہ کتنی بڑی عزت و توقیر ہے کہ ایک بندۂ ضعیف ربّ العزت کا مہمان ہو۔

ف۷ پہلے "اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا" الخ میں اُن مخصوص مقبول بندوں کا ذکر تھا جنہوں نے صرف ایک اللہ کی ربوبیت پر اعتقاد جما کر اپنی استقامت کا ثبوت دیا۔ یہاں اُنکے ایک اور اعلیٰ مقام کا ذکر کرتے ہیں یعنی بہترین شخص وہ ہے جو خود اللہ کا ہو رہے، اسی کی حکم برداری کا اعلان کرے اُسی کی پسندیدہ روش پر چلے۔ اور دنیا کو اُسی کی طرف آنے کی دعوت دے۔ اُس کا قول و فعل بندوں کو خدا کی طرف کھینچنے میں مؤثر ہو جس نیکی کی طرف لوگوں کو بُلائے بذات خود اُس پر عامل ہو۔ خدا کی نسبت اپنی بندگی اور فرمانبرداری کا اعلان کرنے سے کسی موقع پر اور کسی وقت نہ جھجکے اُس کا طغرائے قومیت صرف مذہب اسلام ہو اور ہر قسم کی تنگ نظری اور فرقہ وارانہ نسبتوں سے یکسو ہو کر اپنے مُسلم خالص ہونے کی منادی کرے اور اسی اعلیٰ مقام کی طرف لوگوں کو بلائے جس کی دعوت دینے کے لئے سیدنا محمد رسول اللہ صلعم کھڑے ہوئے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عمریں صرف کی تھیں۔

ف ان آیات میں ایک سچے داعی الی اللہ کو جس حُسنِ اخلاق کی ضرورت ہے، اُس کی تعلیم دیتے ہیں یعنی خوب سمجھ لو نیکی، بدی کے اور بدی نیکی کے برابر نہیں ہو سکتیں۔ دونوں کی تاثیر جداگانہ ہے بلکہ ایک نیکی دوسری نیکی سے اور ایک بدی دوسری بدی سے اثر میں بڑھ کر ہوتی ہے لہٰذا ایک مومن قانت اور خصوصاً ایک داعی الی اللہ کا مسلک یہ ہونا چاہئے کہ بُرائی کا جواب بُرائی سے نہ دے بلکہ جہاں تک گنجائش ہو بُرائی کے مقابلہ میں بھلائی سے پیش آئے۔ اگر کوئی اسے سخت بات کہے یا بُرا معاملہ کرے تو اُس کے مقابل وہ طرز اختیار کرنا چاہئے جو اُس سے بہتر ہو۔ مثلاً غصّہ کے جواب میں بُردباری، گالی کے جواب میں تہذیب و شائستگی اور سختی کے جواب میں نرمی اور مہربانی سے پیش آئے۔ اس طرز عمل کے نتیجہ میں تم دیکھ لوگے کہ سخت سے سخت دشمن بھی ڈھیلا پڑ جائیگا۔ اور گو دل سے دوست نہ بنے تاہم ایک وقت آئیگا جب وہ ظاہر میں ایک گہرے اور گرمجوش دوست کی طرح تم سے برتاؤ کرنے لگیگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ کچھ دنوں بعد سچے دل سے دوست بن جائے اور دشمنی وعداوت کے خیالات یکسر قلب سے نکل جائیں۔ کما قال "عسی اللہ ان یجعل بینکم وبین الذین عادیتم منھم مودۃ" (سورۂ ممتحنہ۔ رکوع ۲) ہاں کسی شخص کی طبیعت کی اُفتاد ہی سانپ بچھو کی طرح ہو کہ کوئی نرم خوئی اور خوش اخلاقی اُس پر اثر نہ کرے وہ دوسری بات ہے مگر ایسے افراد بہت کم ہوتے ہیں۔ بہرحال دعوۃ الی اللہ کے منصب پر فائز ہونے والوں کو بہت زیادہ صبر و استقلال اور حُسنِ خلق کی ضرورت ہے۔

وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾ وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَا إِلَّا
دوستدار ہے قرابت والا ف۱ اور یہ بات ملتی ہے انہی کو جو سہار رکھتے ہیں اور یہ بات ملتی ہے اُسی کو

ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾ وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ
جس کی بڑی قسمت ہے ف۲ اور جو کبھی چوک لگے تجھ کو شیطان کے چوک لگانے سے تو پناہ پکڑ

بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٣٦﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
اللہ کی بیشک وہی ہے سُننے والا جاننے والا ف۳ اور اُس کی قدرت کے نمونے ہیں رات اور دن

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا
اور سُورج اور چاند ف۴ سجدہ نہ کرو سُورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو

لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿٣٧﴾ فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا
اللہ کو جس نے اُن کو بنایا اگر تم اسی کو پُوجتے ہو ف۵ پھر اگر غرور کریں

فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ
تو جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں پاکی بولتے رہتے ہیں اُسکی رات اور دن اور وہ

لَا يَسْأَمُونَ ۩ ﴿٣٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَا
نہیں تھکتے ف۶ اور ایک اُس کی نشانی یہ کہ تو دیکھتا ہے زمین کو دبی پڑی پھر جب

أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَاءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي
اتارا ہم نے اُس پر پانی تازی ہوئی اور اُبھری بیشک جس نے اُس کو زندہ کیا وہ زندہ کریگا

الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٣٩﴾ إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ
مُردوں کو وہ سب کچھ کر سکتا ہے ف۷ جو لوگ ٹیڑھے چلتے ہیں

فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۗ أَفَمَن يُلْقَىٰ فِي النَّارِ خَيْرٌ أَم مَّن
ہماری باتوں میں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں بھلا ایک جو پڑتا ہے آگ میں وہ بہتر یا ایک جو

يَأْتِي آمِنًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ ۙ إِنَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ
آئیگا امن سے دن قیامت کے کیے جاؤ جو چاہو بیشک جو تم کرتے ہو

ف۲ یعنی بہت بڑا حوصلہ چاہئے کہ بُری بات سہار کر بھلائی سے جواب دے۔ یہ اخلاق اور اعلیٰ خصلت اللہ کے ہاں سے بڑے قسمت والے خوش نصیب اقبالمندوں کو ملتی ہے۔ (ربط) یہاں تک اس حریف اور دشمن کے ساتھ معاملہ کرنا سکھلایا تھا جو حُسنِ معاملہ اور خوش اخلاقی سے متاثر ہو سکتا ہو۔ لیکن ایک دشمن وہ ہے جو کسی حال اور کسی نہج سے دشمنی نہیں چھوڑ سکتا۔ تم کتنی ہی خوشامد یا نرمی برتو، اُس کا نصب العین یہ ہے کہ تم کو ہر طرح نقصان پہنچائے ایسے پکّے شیطان سے محفوظ رہنے کی تدبیر آگے تلقین فرمائی ہے۔

ف۳ یعنی ایسے شیطان کے مقابلہ میں نرمی اور عفو و درگذر سے کام نہیں چلتا۔ بس اُس سے بچنے کی ایک ہی تدبیر ہے کہ خداوند قدوس کی پناہ میں آجاؤ۔ یہ وہ مضبوط قلعہ ہے جہاں شیطان کی رسائی نہیں اگر تم واقعی اخلاص و تضرّع سے اللہ کو پکارو گے، وہ ضرور تم کو پناہ دیگا۔ کیونکہ وہ ہر ایک کی پکار سنتا ہے اور خوب جانتا ہے کہ کس نے کتنے اخلاص و تضرّع سے اُس کو پکارا ہے۔ حضرت شاہ صاحبؒ اس آیت کا پہلی آیت سے ربط ظاہر کرنے کی غرض سے لکھتے ہیں۔ "یعنی کبھی بے اختیار غصّہ چڑھ آئے تو یہ شیطان کا دخل ہے۔" وہ نہیں چاہتا کہ تم حُسنِ اخلاق پر کاربند ہو کر دعوت الی اللہ کے مقصد میں کامیابی حاصل کرو۔

ف۴ دعوۃ الی اللہ کے ساتھ چند دلائل سماویہ وارضیہ بیان فرماتے ہیں جن سے داعی الی اللہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت و وحدانیت اور بعث بعد الموت وغیرہ اہم مسائل کے سمجھانے میں مدد ملے۔ اس ضمن میں ادھر بھی اشارہ ہو گیا کہ ایک طرف خدا کے مخصوص بندے اپنے قول و عمل سے خدا کی طرف بُلا رہے ہیں اور دوسری طرف چاند، سُورج اور آسمان و زمین کا عظیم الشان نظم و نسق سوچنے والوں کو اُسی خدائے واحد کی طرف آنے کی دعوت دے رہا ہے۔ وَفِي كُلِّ شَيْءٍ لَهُ آيَةٌ تَدُلُّ عَلَىٰ أَنَّهُ وَاحِدٌ۔ انسان کو چاہئے کہ ان تکوینی نشانیوں میں اُلجھ کر نہ رہ جائے جیسے بہت سی قومیں رہ گئی ہیں، بلکہ لازم ہے کہ اس لامحدود قدرت والے مالک کے سامنے سر جھکائے جس کی یہ نشانیاں ہیں۔ اور جس کے حکم سے ان کی ساری نمود ہے اور ممکن ہے اس پر بھی تنبیہ ہو کہ جس طرح رات اور دن اور ان دونوں کی نشانیاں چاند اور سُورج ایک دوسرے کے مقابل ہیں اور اللہ تعالیٰ ان میں ردّ و بدل کرتا رہتا ہے۔ اسی طرح اس کو قدرت ہے کہ دعوت الی اللہ کی روشنی اور داعی کی عُلوّ ہمت اور خوش اخلاقی کی بدولت مخاطبین کی کایا پلٹ کر دے اور تاریک فضا کو ایک روشن ماحول سے بدل دے۔

ف۵ سُورج اور چاند وغیرہ کو پوجنے والے بھی زبان سے یہ ہی کہتے تھے کہ ہماری غرض ان چیزوں کی پرستش سے اللہ کی پرستش ہے۔ مگر اللہ نے بتلا دیا کہ یہ چیزیں پرستش کے لائق نہیں۔ عبادت کا مستحق صرف ایک خدا ہے۔ کسی غیر اللہ کی عبادت کرنا خدائے واحد سے بغاوت کرنے کا مرادف ہے۔

ف۶ یعنی اگر غرور و تکبر حق کے قبول کرنے سے مانع ہے اور باوجود وضوحِ دلائلِ توحید کے خدائے واحد کی عبادت کی طرف آنا نہیں چاہتے تو نہ آئیں اپنا ہی نقصان کرینگے۔ اللہ کو ان کی کیا پروا ہو سکتی ہے۔ بھلا جس کی عظمت و جبروت کا یہ عالم ہو کہ بیشمار ملائکہ مقربین شب و روز اُس کی عبادت اور تسبیح و تقدیس میں مشغول رہتے ہیں، نہ کبھی تھکتے ہیں، نہ اکتاتے ہیں، اُس کے سامنے یہ بیچارے کیا چیز ہیں اور ان کا غرور کیا چیز ہے۔ خواہ مخواہ کی جھوٹی شیخی کر کے اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔

ف۷ یعنی زمین کو دیکھو بیچاری چُپ چاپ، ذلیل و خوار بوجھ میں دبی ہوئی پڑی رہتی ہے۔ خشکی کے وقت ہر طرف خاک اُڑتی ہوئی نظر آتی ہے لیکن جہاں بارش کا ایک چھینٹا پڑا پھر اُسکی تر و تازگی رونق اور اُبھار قابل دید ہو جاتا ہے۔ آخر یہ انقلاب کس کے دستِ قدرت کے تصرّف کا نتیجہ ہے۔ جس خدا نے اس طرح مُردہ زمین کو زندہ کر دیا، کیا وہ مرے ہوئے انسانوں کے بدن میں دوبارہ جان نہیں ڈال سکتا؟ اور کیا وہ قادر مطلق مرے ہوئے دلوں کو دعوت الی اللہ کی تاثیر سے از سرِ نو حیاتِ تازہ عطا نہیں کر سکتا؟ بیشک وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ اُس کی قدرت کے سامنے کوئی مانع و مزاحم نہیں۔

ف١ یعنی اللہ کی طرف دعوت دینے والوں کی زبان سے آیات تنزیلیہ سُن کر اور قرطاس دہر پر خدا کی آیات کونیہ کو دیکھ کر بھی جو لوگ کجروی سے باز نہیں آتے اور سیدھی سیدھی باتوں کو واہی تباہی شبہات پیدا کر کے ٹیڑھی بناتے ہیں، یا خواہ مخواہ توڑ مروڑ کر اُن کا مطلب غلط لیتے ہیں، یا یوں ہی جھوٹ موٹ کے عذر اور بہانے تراش کر اُن آیات کے ماننے میں ہیر پھیر کرتے ہیں۔ ایسے ٹیڑھی چال چلنے والوں کو اللہ خوب جانتا ہے۔ ممکن ہے وہ لوگ اپنی مکاریوں اور چالاکیوں پر مغرور ہوں مگر خدا سے اُن کی کوئی چال پوشیدہ نہیں جس وقت سامنے جائینگے دیکھ لینگے فی الحال اُس نے ڈھیل دے رکھی ہے۔ مجرم کو ایک دم نہیں پکڑتا۔ اِسی لیے آگے فرمادیا "اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ ۙ اِنَّہٗ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ" یعنی اچھا جو تمہاری سمجھ میں آئے کیے جاؤ۔ مگر یاد رہے کہ تمہاری سب حرکات اُس کی نظر میں ہیں ایک دن اِن کا اکٹھا خمیازہ بھگتنا پڑیگا۔ اب خود سوچ لو کہ ایک شخص جو اپنی شرارتوں کی بدولت جلتی آگ میں گرے، اور ایک جو اپنی شرافت و سلامت روی کی بدولت ہمیشہ امن چین سے رہے۔ دونوں میں کون بہتر ہے؟

بَصِيْرٌ ﴿٤٠﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ
وہ دیکھتا ہے ف١ جو لوگ منکر ہوئے نصیحت سے جب آئی اُن کے پاس ف٢ اور وہ کتاب ہے

عَزِيْزٌ ﴿٤١﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ
نادر اُس پر جھوٹ کا دخل نہیں آگے سے اور نہ پیچھے سے

تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿٤٢﴾ مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ
اتاری ہوئی ہے حکمتوں والے سب تعریفوں والے کی ف٣ تجھے وہی کہتے ہیں جو کہہ چکے ہیں

لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿٤٣﴾
سب رسُولوں سے تجھ سے پہلے تیرے رب کے یہاں معافی بھی ہے اور سزا بھی ہے دردناک ف٤

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ؕ ءَاَعْجَمِيٌّ
اور اگر ہم اُسکو کرتے قرآن اوپری زبان کا تو کہتے اُس کی باتیں کیوں نہ کھولی گئیں کیا اوپری زبان

وَّعَرَبِيٌّ ؕ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ؕ وَالَّذِيْنَ
کی کتاب اور عربی لوگ ف٥ تو کہہ یہ ایمان والوں کے لئے سُوجھ ہے اور روگ کا دُور کرنیوالا ف٦ اور جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْۤ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ؕ اُولٰٓئِكَ يُنَادَوْنَ
یقین نہیں لاتے اُن کے کانوں میں بوجھ ہے اور یہ قرآن اُن کے حق میں اندھاپا ہے ف٧ اُن کو پکارتے ہیں

مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿٤٤﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ
دُور کی جگہ سے ف٨ اور ہم نے دی تھی مُوسٰی کو کتاب پھر اس میں اختلاف

فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَ
پڑا ف٩ اور اگر نہ ہوتی ایک بات جو پہلے نکل چکی تیرے رب کی طرف سے تو اُن میں فیصلہ ہوجاتا ف١٠ اور

اِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿٤٥﴾ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ
وہ ایسے دھوکے میں ہیں اس قرآن سے جو چین نہیں لینے دیتا ف١١ جس نے کی بھلائی سو اپنے واسطے

وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿٤٦﴾
اور جس نے کی بُرائی سو وہ بھی اُسی پر اور تیرا رب ایسا نہیں کہ ظلم کرے بندوں پر ف١٢

ف٢ یعنی وہ خواہ مخواہ اپنی کجروی سے نصیحت کی بات میں شبہات پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ اُس میں جھوٹ کی گنجائش کسی طرف سے نہیں۔ وہ نصیحت کیا ہے؟ ایک صاف واضح اور مضبوط و محکم کتاب جس کا انکار ایک احمق یا شریر آدمی کے سوا کوئی نہیں کرسکتا

ف٣ یعنی اُس کی اتاری ہوئی کتاب میں جھوٹ آئے تو کدھر سے آئے۔ اور جس کتاب کی حفاظت کا وہ ذمہ دار ہو، باطل کی کیا مجال ہے کہ اُس کے پاس پھٹک سکے۔

ف٤ یعنی منکرین کا جو معاملہ آپ کے ساتھ ہے، یہ ہی ہر زمانہ کے منکرین کا پیغمبروں کے ساتھ رہا ہے پیغمبروں نے ہمیشہ خیر خواہی کی ہے۔ انہوں نے اس کے جواب میں ہر طرح کی تکلیفیں پہنچائیں پھر جس طرح پیغمبروں نے سختیوں پر صبر کیا، آپ بھی صبر کرتے رہیے نتیجہ یہ ہوگا کہ کچھ لوگ توبہ کر کے راہِ راست پر آجائینگے جن کے لئے خدا کے ہاں معافی ہے اور کچھ اپنی کجروی اور ضد پر قائم رہینگے جو آخر کار دردناک سزا کے مستوجب ہونگے۔

ف٥ یعنی ایک بات کو نہ ماننا ہو تو آدمی ہزار حیلے بہانے نکال سکتا ہے۔ کفارِ مکہ نے اور کچھ نہیں تو یہ ہی کہنا شروع کر دیا کہ صاحب! عربی پیغمبر کا معجزہ تو ہم اُس وقت سمجھتے جب قرآن عربی کے سوا کسی اور زبان میں آتا لیکن فرض کیجیے اگر ایسا ہوتا تو جھٹلانے کے لئے یوں کہنے لگتے کہ بھلا صاحب! کہیں ایسی بے جوڑ بات بھی دیکھی ہے، کہ رسُول عربی، اور اس کی قوم بھی جو اولین مخاطب ہے عرب، مگر کتاب بھیجی جائے ایسی زبان میں جس کا ایک حرف بھی عرب لوگ نہ سمجھ سکیں۔

ف٦ یعنی لغو اور بیہودہ شبہات تو کبھی ختم نہیں ہونگے۔ ہاں اس قدر تجربہ ہر ایک آدمی کر سکتا ہے کہ یہ کتاب مقدس اپنے اُوپر ایمان لانے اور عمل کرنے والوں کو کیسی عجیب ہدایت و بصیرت اور سُوجھ بُوجھ عطا کرتی اور اُن کے قرنوں اور صدیوں کے روگ مٹا کر کس طرح بھلا چنگا کر دیتی ہے۔

ف٧ یعنی جس طرح خفاش (شپرک) کی آنکھیں سُورج کی روشنی میں چُندھیا جاتی ہیں، اِن منکروں کو بھی قرآن کی روشنی میں کچھ نظر نہیں آتا۔ اس میں قرآن کا کیا قصور ہے۔ منکروں کو چاہئے کہ اپنی نگاہ کا ضعف و قصور محسوس کر کے علاج کی طرف متوجہ ہوں۔

ف٨ یعنی کسی کو دُور سے آواز دو تو نہیں سنتا اور سُنے تو اچھی طرح سمجھتا نہیں۔ اسی طرح منکرین قرآن بھی صداقت اور منبع صداقت سے اس قدر دُور پڑے ہوئے ہیں کہ حق کی آواز اُن کے دل کے کانوں تک نہیں پہنچتی اور کبھی پہنچتی ہے تو اُس کا ٹھیک مطلب نہیں سمجھتے۔

ف٩ یعنی جیسے آج قرآن کے ماننے اور نہ ماننے والوں میں اختلاف پڑ رہا ہے۔ پہلے تورات کے متعلق بھی ایسا ہی اختلاف پڑ چکا ہے پھر دیکھ لو وہاں کیا انجام ہوا تھا۔

ف١٠ بات وہ ہی نکل چکی کہ فیصلہ آخرت میں ہے۔

ف١١ یعنی مہمل شکوک و شبہات اُن کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ ہر وقت دل میں کھٹکتے رہتے ہیں۔

ف١٢ یعنی خدا کے ہاں ظلم نہیں۔ ہر آدمی اپنے عمل کو دیکھ لے۔ جیسا کریگا وہ ہی سامنے آئیگا۔ نہ کسی کی نیکی اس کے ہاں ضائع ہوگی نہ ایک کی بدی دوسرے پر ڈالی جائے گی (ربط) چونکہ نیکی بدی کا پورا پورا بدلہ قیامت کے دن ملیگا اور کفار اکثر سوال کرتے تھے کہ قیامت کب آئیگی، اس لئے آگے اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔ "اِلَیۡہِ یُرَدُّ عِلۡمُ السَّاعَۃِ"۔